REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N.61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۴۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۱۰ رجمادی الثانی ۱۴۱۴ ہجری ۔ ۲۵ نبوت ۱۳۷۲ ہش ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۹۳ء

## اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۔ ۱۹ نومبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ)۔ سیدنا حضرت اقدس میرزا طاہر احمد امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمْرِہٖ وَاَمْرِہٖ۔

# صلوٰۃ اپنے آپ سے جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے

## ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ کی تجلّیات اور زبردست نشانوں کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کوئی ایسی راہ پیدا کردے کہ انسان کا ایمان خدا تعالیٰ پر تازہ اور پختہ ہو جاوے اور صرف زبان تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ایمان کا اثر اس کی عملی حالت پر بھی ظاہر ہو جاوے اور اس طرح سے انسان سچا مسلمان ہو جاوے ...... آجکل اگر عمیق نظر سے اور غور سے دیکھا جاوے تو زبانی ایمان ہی کثرت سے نظر آوے گا۔ پس خدا کا یہی منشاء ہے کہ لفظی اور زبانی مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جاوے۔ یہودی کیا توریت پر ایمان نہیں لاتے تھے؟ قربانیاں نہ کرتے تھے؟ مگر خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت بھیجی۔ اور کہا کہ تم مومن نہیں ہو بلکہ بعض نمازیوں کی نماز پر بھی لعنت بھیجی ہے ..... صلوٰۃ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبتِ الٰہی اور خوفِ الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ سے جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے۔ اور اس حالت کا نام ہے کہ صرف خدا ہی خدا اس کی نظر میں رہ جاوے اور انسان اس حالت تک ترقی کر جاوے کہ خدا کے بلانے سے بولے اور خدا کے چلانے سے چلے۔ اس کی کل حرکات اور سکنات اس کا فعل اور ترکِ فعل سب اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہو جاوے خودی دور ہو جاوے۔

غرض یہ باتیں ہیں اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے تو۔ مگر جب تک خدا کسی کے دل کے دروازے نہ کھولے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ دلوں کے دروازے کھولنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہٖ خَیْرًا اَقَامَ وَاعِظًا فِیْ قَلْبِہٖ۔ جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو انسان کی درستی اور بہتری منظور ہوتی ہے تو خدا انسان کے دل میں ہی ایک واعظ کھڑا کر دیتا ہے اور جب تک خود انسان کے اندر ہی واعظ پیدا نہ ہو تب تک بیرونی وعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۱۴)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹ نومبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

# یہ ناممکن ہے کہ ذکر سچا ہو اور اعمال صالحہ سے انسان مستغنی ہو جائے

## ہندوستان میں بیداری کی لہر تو پیدا ہو رہی ہے لیکن ہم نے ابھی بہت سی منزلیں طے کرنی ہیں

از سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

لنڈن ۱۹ نومبر (ایم۔ ٹی۔ اے)۔ تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

(الرعد: ۲۹-۳۰)

ترجمہ:- وہ لوگ جو ایمان لائے اور جن کے دل اللہ کے ذکر پر طمانیت پا گئے۔ خبردار! سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل تسلّی پایا کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے بہت ہی قابلِ رشک مقام ہے اور بہت ہی خوبصورت اور دلکش جگہ لوٹنے کی ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر الٰہی کے موضوع پر اپنا دوسرا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے بتایا کہ آپ کی توجہ کیلئے پہلے تو میں یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ذکر کا ایک جھوٹا تصور جو مسلمان صوفیاء میں رواج پاگیا اس کی یہ آیت نفی کرتی ہے۔ بعض صوفیاء یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے ذکر کے بعد انسان دوسرے اعمال سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض صوفی فرقوں میں یہ تصور بھی راہ پا گیا کہ ذکر اللہ کرو اور نمازوں سے مستغنی، ذکر اللہ کرو اور بنی نوع انسان کی خدمت سے مستغنی، ذکر اللہ کرو اور دنیا سے تعلقات کاٹ لو۔

(باقی صفحہ ۱۱)

## جلسہ سالانہ قادیان

۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ احباب اس عظیم الشان روحانی اجتماع میں شرکت کیلئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ نبوت ۱۳۷۲ ہش

# قطب شمالی میں پہلی اسلامی مسجد کی تعمیر

جس طرح سپین کے سات سو سالہ زوال کے بعد جماعت احمدیہ کو یہ توفیق ملی تھی کہ وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں سپین میں عظیم الشان مسجد کی تعمیر کر سکے اسی طرح اب پھر صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو ہی یہ توفیق ملی ہے کہ قطب شمالی کے دور دراز علاقے میں جہاں تین ماہ کا دن اور تین ماہ کی رات ہوتی ہے، پہلی مسجد کی تعمیر کرے۔

گزشتہ ماہ جون کی ۲۵ تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے ناروے کے انتہائی شمال میں اور نارتھ پول سے دو ہزار کلومیٹر جنوب میں نارتھ کیپ (NORTH CAPP) کے مقام پر نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام میں یہ وہ پہلی باجماعت نماز تھی جو اس مقام پر ادا کی گئی۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفۂ برحق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کی سعادت بھی عطا فرما دی جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دجال کے دنوں میں ایک دن ایک سال کا بھی ہوگا، ایک دن ایک مہینے کا بھی ہوگا اور ایک دن ایک ہفتے کا بھی ہوگا اور ایک دن ہمارے دن کے برابر بھی ہوگا۔ گویا زمین کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک دجال کا غلبہ ہوگا۔ وہ اس مقام پر بھی غالب ہوگا جہاں ایک دن ایک سال کا ہوگا اور دنیا کے ان حصوں پر بھی غالب ہوگا جہاں چوبیس گھنٹے کے دن و رات ہوتے ہیں)۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیثِ مبارک سے جو صحیح مسلم باب ذکر الدجال میں درج ہے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ چونکہ ایسے علاقے اب دریافت ہو چکے ہیں جہاں ایک سال یا چھ ماہ یا تین ماہ کے دن و رات ہیں اس اعتبار سے دجالِ معہود کی آمد بھی یقیناً ہو چکی ہے۔ اس حدیثِ مبارک میں ایک دن و رات کی نمازوں کے متعلق استفسار کیا گیا کہ ان مقامات پر نمازوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے مقامات پر نمازیں تو ہمارے دن و رات کے مقررہ اوقات کے مطابق ہی ہوں گی جو اندازہ کر کے پڑھی جائیں گی چنانچہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق NORTH CAPP میں اپنے قیام کے دوران اندازے سے ہی باجماعت نمازیں پڑھائیں۔ یہ بات بھی ہم احمدیوں کے لئے باعثِ فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے امام ہمام کو سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورا کرنے کی سعادت عطا کی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

اب نارتھ کیپ کے ہی مقام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر مسجد کی مبارک تحریک احبابِ جماعت عالمگیر کے سامنے رکھی ہے۔ اس کے لئے نارتھ کیپ میں ہی ایک مناسب مقام پر ایک ایکڑ جگہ خرید لی گئی ہے۔ اس طرح امام مہدی علیہ السلام کے متعلق گزشتہ صحائف کی ایک اور پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ:-

"حضرت امام مہدی علیہ السلام تمام دنیا کو فتح کر لیں گے۔ سارے آفاق میں آپ داخل ہوں گے اور سب شہروں میں مساجد بنائیں گے"

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۲۴۲ مطبوعہ مصر طبع اول)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کا پہلا حق تو جماعت احمدیہ ناروے کا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ عالمگیر جماعت احمدیہ کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ اس تاریخی سعادت میں شامل نہیں ہو سکی، تمام دنیا کی جماعتوں کو بھی اس عظیم الشان تاریخی نیکی میں شمولیت کی سعادت عطا کی جاتی ہے۔

چنانچہ گزشتہ شمارہ میں نظارت بیت المال آمد کی طرف سے احبابِ جماعت ہندوستان کی خدمت میں سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ مبارک تحریک پہنچائی جا چکی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس بابرکت تحریک میں دل کھول کر حصہ لیں۔ تاکہ ہم بھی اس عظیم تاریخی سعادت میں شامل ہو جائیں۔ تعمیر مسجد نہایت مبارک کام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ: ۱۸)

کہ اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

(متفق علیہ)

جس نے اللہ کے گھر کو تعمیر کیا اللہ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔

مذکورہ ارشادِ قرآنی اور ارشادِ نبوی تو دنیا میں بنائی جانے والی ہر مسجد کے لئے ہے۔ لیکن اگر ایک تعمیرِ مسجد ایسی ہو جس کی تعمیر اپنے اندر عظیم الشان پیشگوئیوں اور تاریخی سعادتوں کو سموئے ہوئے ہو تو اس کی تعمیر میں حصہ لینا تو نہایت متبرک فریضہ بن جاتا ہے۔

بالآخر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مخالفینِ احمدیت کی بھی عجیب بدقسمتی ہے کہ ایک طرف تو وہ افرادِ جماعت احمدیہ کو اپنی مساجد میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور دوسری طرف پاکستان میں جماعت احمدیہ کو مساجد کی تعمیر سے روک رہے ہیں، مساجد میں نہایت بے خوفی سے داخل ہو کر ان کی پیشانیوں سے کلمہ طیبہ کے مبارک الفاظ کو مٹانے کی بہیمانہ جرأت کر رہے ہیں۔ اور اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے روک رہے ہیں۔ گویا اسلام نعوذ باللہ تمام دنیا کا مذہب نہ ہو کر ان کی ذاتی ملکیت ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ احکم الحاکمین جو یہ ظلم دیکھ رہا ہے، ان مخالفین سے عجیب انتقام لے رہا ہے کہ جماعت کو ایسی ایسی جگہوں پر تعمیرِ مساجد کی توفیق بخش رہا ہے کہ ایسے مقامات پر ان مخالفین کو تعمیرِ مساجد کا خیال بھی نہیں آ سکتا۔

ان سطور کو سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان مبارک دعائیہ الفاظ پر ختم کرتا ہوں جو کہ حضور انور نے مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے بعد ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو فرمائے تھے:-

"اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اپنے خاص فضل سے دینِ متین کی بھرپور اشاعت کا موجب بنائے اور اس کے لئے جلد از جلد اتنے نمازی مہیا فرما دے کہ یہ وسیع مسجد بھی نمازیوں کے لئے ناکافی ہو جائے اور مزید وسعت کی ضرورت پیش آ جائے۔ مساجد کی آبادی اور رونق دراصل نمازیوں ہی سے ہے"

(منیر احمد خادم)

## حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خواہش

"دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مسجدیں قائم ہوتی چلی جائیں اور ان سے اذان کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اور دنیا کے جس حصہ پر بھی سورج طلوع ہو وہ یہی دیکھے کہ خدائے واحد کا نام بلند ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا کے چپہ چپہ پر مسجد بن جائے اور دنیا جس میں عرصۂ دراز سے تثلیث کی پکار بلند ہو رہی ہے خدائے واحد کے نام سے گونجنے لگے"

(الفضل ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء ص ۳)

خطبہ جمعہ

# اگر اس دنیا میں خدا سے تمہارا تعلق قائم ہو گیا تو پھر اس دنیا میں جو تعلق قائم ہوگا وہ اس سے بہت زیادہ لذیذ بن کر ظاہر ہوگا

## تمہارے محبوب تمہاری دوستیں ایک دن لازماً یہیں رہ جائیں گی لیکن ایک وجود ہے جو یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے

## دل میں حمد کا سچا مفہوم پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہو جائے اور بدیوں کی پہچان نہ ہو جائے

## بدیوں کی پہچان کریں اور بدیوں کو چھوڑنے کیلئے اپنے آپ کو آمادہ کریں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۸ راخاء / اکتوبر ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الروم کی حسب ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ
حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ وَكَذٰلِكَ
تُخْرَجُوْنَ ۝

(سورۃ الروم: آیات ۱۸ تا ۲۰)

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ جمعہ پر میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ بعض اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں بعض جلسے ہو رہے ہیں اور ان سب کی خواہش ہے کہ ہمارا نام بھی جمعہ میں اگر سنا دیا جائے تو سب دنیا کو پتہ لگے کہ ہم بھی ایک دینی مصروفیت میں اس وقت مشغول ہیں اور ہمارے لئے بھی دعائیں ہونگی یہ ایک نیک نیت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے ناموں کو شائع کروانا چاہتے ہیں مگر بہت سے نام تو وقت پر پہنچ گئے لیکن کئی ایسے بھی تھے کہ تیں جمعہ کے بعد واپس گیا ہوں تو وہاں فیکس آئی پڑی تھی اس لئے ان کی خواہش کے احترام میں پہلے میں ان کے نام لیتا ہوں۔ ہماری مجموعی دعائیں جو ان سب کے لئے کی گئی تھیں وہ تو ان کو پہنچ ہی چکی ہوں گی لیکن اب صرف رسماً ان کا نام لینا باقی ہے کچھ ایسے اجتماعات ہیں جو آج شروع ہو رہے ہیں یا اس وقت پہلے سے جاری ہیں اور کچھ دن تک جاری رہیں گے۔ جو نام لینے سے رہ گئے تھے ان میں سے ایک مجلس خدام الاحمدیہ ضلع جہلم کا سالانہ اجتماع ہے جو ۳۰ ستمبر سے یکم اکتوبر تک منعقد ہوا۔

اس مجلس میں بہت سی ایسی مجالس ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کام کی بہت بڑی صلاحیتیں بخشی ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا وہ تعلق نہیں جو

### مومنانہ اخوت

کے نتیجہ میں پیدا ہونا چاہئے اس کی وجہ سے ان کی ساری صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں۔ لمبے عرصے سے یہ سلسلہ جاری ہے ہزار دفعہ سمجھانے کی کوشش کی۔ مختلف لوگ گئے لیکن ان کا حال وہی ہے کہ سر پنچ کا کہا یا پنچوں کا کہا سر آنکھوں پر لیکن پرنالہ وہیں رہے گا۔ نالے سے نہیں ہلے گا جہاں لگ گیا پرنالہ وہیں لگا رہے گا اس پرنالے سے رحمت کا پانی بھی برس سکتا ہے اور عذاب کا پانی بھی برس سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ اگر پرنالہ نہیں بدلنا تو پانی تو بدلیں۔ اس سے خدا کے غضب کا پانی تو نہ گرائیں۔ مگر پتہ نہیں وہ کونسی زبان استعمال ہوگی کہ وہ سمجھیں گے اور آپس میں ایک دوسرے سے محبت و اخوت کا تعلق قائم کریں گے۔ ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ میں درست ہوں اور ساری شرارت دوسرے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ شکایت بازی کا سلسلہ ہے جو لامتناہی چل سو چل اور ختم ہی نہیں ہو رہا۔ اس کے حوالے سے میں جہلم کی جماعت کو عموماً کبھی اور باقی سب مجالس کو اور جماعتوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اجتماعات تو جمعیت کا نشان ہوتے ہیں اکٹھا کرنے کی ایک مثال ہوتے ہیں۔ اگر اکٹھے ہوں اور دل ایک دوسرے سے دور ہوں تو ایسے اکٹھے ہونے کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک جہاں دل نہ ملے ہوں وہاں کی جمعیت اکٹھا کرنے کی بجائے تفرق کا موجب بنا کرتی ہے پس ایسے جن کے دل نہ ملے ہوں وہ جتنا اکٹھے ہوں گے دشمنیاں اور بڑھیں گی اور ایک دوسرے پر اعتراض کے مواقع ہاتھ آئیں گے کہ دیکھو جی! فلاں عہدیدار نے اس نے یہ کیا اور یہ نہیں کیا۔ ہمارے آدمی کو ووٹ نہیں ملے وہ ہونا تو یہ ہونا۔ شیطان کے سو قسم کے وسوسے ہیں جو پھر دل میں راہ پا جاتے ہیں اور تفرق کا نشان بن جاتا ہے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں اور بار بار یہ کرتا ہوں کہ یہ دل اکٹھے ہونے کے ہیں۔ ہم نے خود ہی اکٹھے نہیں ہونا تمام کو اکٹھے کرنا ہے اس لئے یہ چھوٹی چھوٹی گھٹیا کمینی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ اگر باز نہیں آؤ گے تو پھر خدا تم سے دوسرا سلوک کرے گا۔ پھر بندے کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے وہ ایک طرف رہ جاتا ہے پھر نظام جماعت کا رفع نہیں رہے گا۔ پھر اوپر کا جو اللہ کا نظام ہے نظام سے اوپر جو ایک غالب نظام ہے وہ چلے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ تقویٰ کے ساتھ اپنے سب بغض اور کینے ختم کریں اور مومنانہ اخوت کے ساتھ ایک جان ہو جائیں تاکہ جو برکتیں سارے جہان پر نازل ہو رہی ہیں اس کی کچھ بوندیں محمود آباد، جہلم وغیرہ پر بھی پڑ جائیں تو کیا نقصان ہے۔

آسٹریلیا نے ۳ اکتوبر تا ۸ اکتوبر تربیتی کلاس منعقد کی تھی ان کا نام بھی پڑھنے سے رہ گیا تھا آج خدا کے فضل سے مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس اطفال الاحمدیہ چنتہ کنٹہ صوبہ آندھرا پردیش (انڈیا) کے اجتماعات ہو رہے ہیں۔ یہ ایک اچھی مخلص جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد جلد ترقی کر رہی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اجتماعات ان کو ترقیات کے نئے دور میں داخل کر دیں گے۔

جماعت احمدیہ ناروے کا گیارھواں جلسہ سالانہ ۱۰ اکتوبر سے منعقد ہو رہا ہے جماعت احمدیہ ناروے کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے

## نارتھ کیپ میں مسجد

بنانے کی حامی بھری تھی اور ان کے سپرد میں نے یہ کام کیا تھا۔ کہ چندوں کی اپیل سے پہلے وہاں زمین لیں اور جماعت قائم کریں۔ پھر ساری دنیا سے چندوں کی اپیل کی جائے گی اور آپ کی جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے گی۔ انہوں نے یہ خوشخبری بھیجی ہے کہ اللہ کے فضل سے کمیون نے باقاعدہ فیصلہ کر کے وہاں ایک نہایت ہی عمدہ باموقعہ اوپر کی زمین جو ایک خوبصورت پہاڑی چوٹی پر واقع ہے اور ایک ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے وہ جماعت احمدیہ کو مسجد کے لئے "تحفۃً" پیش کر دی ہے اور انہوں نے کوئی پیسہ وصول نہیں کیا۔ دوسرا کام کرنے کے لئے ان کا وفد اب وہاں گیا ہے یا جانے والا ہے جو تبلیغ کرے گا وہاں جماعت قائم کرے گا۔ جب یہ دونوں شرطیں اکٹھی ہو جائیں گی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سے چندہ کی عام تحریک بھی کر دی جائے گی۔ اس سے پہلے جو ہو چکا ہے وہ یہ ہے کہ میرے ساتھ جو قافلہ تھا انہوں نے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ تحریک سے پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس میں میں نے بھی اپنا شامل کر لیا۔ اس طرح ہمارے قافلے کا دو ہزار پاؤنڈ کا وعدہ اور کچھ خطبہ کے نتیجہ میں دوست از خود وعدہ بھی لکھوا گئے یا رقم ادا کر دی۔ بہرحال جب عام تحریک ہوگی اور جب جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہاں جماعت بھی کچھ قائم ہو جائے گی تو مسجد کے کام کا آغاز ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ ناروے اللہ کے فضل سے بڑی مستعد ہو رہی ہے اور کچھ بدرونی لوگ ساتھ جو تھے وہ مست رہتے ہیں۔ ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ترقیات عطا فرمائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی چند تھی مجلس شوریٰ کل ۱۵ر اکتوبر سے شروع ہو رہی ہے۔ خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد جلد ترقی کر رہا ہے اور بڑے بلند پایہ منصوبے بنا رہا ہے اور خدا کے فضل سے ہمتیں جوان ہیں۔ میں نے جماعت پاکستان کو پہلے بار بار نصیحت کی تھی کہ چندوں میں جرمنی آگے نکلنے والا ہے۔ ذرا ہوش کرو۔ نکلنے نہ دینا لیکن نکل گیا۔ اب میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے سب دنیا کو نوٹس دے رہا ہوں کہ جرمنی کی خدام الاحمدیہ اس تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر باقی مجالس خدام الاحمدیہ نے کوشش نہ کی تو ان کو بہت پیچھے چھوڑ جائے گی۔ ان کا تبلیغی منصوبہ اتنا عظیم الشان ہے کہ جب دو ہزارواں سال شروع ہوگا تو اس سال کے لئے یا اس سال تک کے لئے انہوں نے ایک لاکھ بیعتوں کا وعدہ لکھوایا ہے۔ اب بظاہر لگتا ہے کہ یہ پاگلوں والا خیال ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں یورپ میں احمدی بنانا ناممکن ہے لیکن جو عالمی بیعت تھی وہ کب ممکن تھی۔ جرمنی میں پندرہ سو کے قریب جو یورپین احمدی ہوئے ہیں یہ کون سا ممکن دکھائی دیتا تھا تو اب ہم ممکنات کی دنیا سے ناممکنات کی دنیا میں جا چکے ہیں۔ وہ دنیا جہاں دعا اور اللہ کی تقدیر دعا کو قبول کر کے ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

پس یہ ناممکن باتیں دعا کے زور سے انشاء اللہ ہونگی۔ جماعت جرمنی کو بھی اور خصوصیت سے خدام الاحمدیہ جرمنی کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ اب تک جو کامیابیاں ہوئی ہیں اگر آپ کو یہ وہم ہو گیا کہ یہ آپ کے زورِ بازو یا اچھے منصوبوں کے نتیجہ میں ہیں تو برکتیں ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔ جتنی بڑی کامیابیاں ہوں اتنا سر جھکنا چاہیے اور یقین رکھیں کہ خالصۃً یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور ہمیں خدا جو توفیق بخشتا ہے وہ بھی اس کا فضل ہی ہے۔

جو اچھے خیال سمجھتا ہے یہ بھی اس کا فضل ہی ہے ورنہ انسان لاکھ زور مارے اپنی طاقت سے کچھ نہیں کر سکتا۔ پس دعا کریں اور یقین رکھیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند منصوبوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے گا اور آپ باقی دنیا کے لئے بھی نمونہ بنیں گے۔

گذشتہ جمعہ پر میں یہ مضمون بیان کر رہا تھا کہ خالق کی اپنی مخلوق پر ایک چھاپ ہوتی ہے اور خالق کا حسن اس کی تخلیق میں ضرور جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ایک اور شبہ یا وہم ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ کی کائنات پر نظر کرتے ہیں تو بعض بہت ہی بھیانک اور بدصورت چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ ایسے ایسے خوفناک شکلوں کے جانور ہیں جن کو بچے دیکھیں تو ڈر سے ان کی نیندیں اڑ جاتی ہیں اور ایسی مخلوقات ہیں جو اس سے پہلے زمین میں دفن ہو گئیں ان کو انہوں نے جب صورت سے دوبارہ اُجالا ہے یعنی ان کے دبے ہوئے ڈھانچوں سے ان کے پنجروں کو دیکھ کر انہوں نے ان کی از سر نو تخلیق کی کوشش کی ہے تو بڑے بڑے بھیانک جسم سامنے آئے ہیں۔ پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر خالق کی چھاپ میں یہ بدصورتی کیسے ہو گئی۔ میں اب آپ کو اسی مثال کی طرف واپس لیکر جاتا ہوں جو میں نے ایک تصویر کے ساتھ مصوّر کے حسن کی نسبت کی صورت میں بیان کی تھی۔ ہر مصوّر کو اپنی تصویر سے ایک نسبت ہوتی ہے اور وہ حسن کی نسبت ہے جو مصوّر میں پایا جاتا ہے لیکن تصویریں سارے حسن کی تو نہیں بنائی جاتیں۔ تصویریں بعض دفعہ بڑی بڑی خوفناک اور بھیانک بنائی جاتی ہیں اور بعض مصنف ایسے ایسے خوفناک کریکٹر اور کردار اپنے قلم سے اُچھالتے ہیں کہ انسان ان کو حیرت زدہ ہو کر دیکھتا ہے لیکن اس کے باوجود محبت کی نظر سے نہیں بلکہ بعض دفعہ خوف کی نظر سے بعض دفعہ نفرت کی نظر سے۔ پھر وہ مضمون کہاں گیا کہ ہر مصنف کو اپنی تصنیف سے نسبت ہے۔ ہر مصوّر کو تصویر سے ایک نسبت ہے جو وہ بناتا ہے۔ بات یہ ہے کہ تخلیق کا حسن قطع نظر اس کے کہ کیا تخلیق ہے، اپنی ذات میں ایک مقام رکھتا ہے۔ ایک مصوّر جب بدصورت چیز بنا کر دکھانا چاہے تو اس کے قلم سے اگر کہیں خوبصورتی ظاہر ہو جائے تو مصوّر کا کمال نہیں ہوگا بلکہ اس کی غلطی اور اس کی خامی ہوگی۔ جب ایک بھیانک تصوّر کو مصوّر ہو یا ایک لکھنے والا ہو اپنے قلم سے کاغذ پر اتارتا ہے تو جتنا بھیانک وہ تصوّر ہے بعینہٖ ویسا تصوّر کاغذ کے اوپر نقش ہو جانا چاہیئے۔ پس اگر بھیانک تصوّر کو پیش کرنا مقصد ہو اور وہ مقصد بعض اغراض کے پیشِ نظر ہوا کرتا ہے تو تصویر کا بھیانک ہونا ایک لازمی بات ہے۔ اگر بھیانک نہیں ہوگی تو مصوّر کا نقص ہوگا۔ اگر وہ مضمون بھیانک نہیں ہوگا تو ایک مصنف کا نقص ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے پس جب وہ ایک خاص مقصد کے لئے ایک چیز کو پیدا کرتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کا بھیانک پن ظاہر ہونا ضروری ہے تو لازم ہے کہ ویسا ہی بھیانک ہو جیسا خدا تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس کے حسنِ اس کی تخلیق کے بھیانک پن میں ہے۔ حیرت انگیز طریق پر اس کو ہیبت ناک بنا دیا گیا ہے اور جب آپ اس مضمون کو ایک اور پہلو سے دیکھتے ہیں تو عام مصنف اور عام مصوّر کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں ایک اور حسن بھی دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصوّر کرنا ہو، اسے پہچاننا ہو تو کچھ آیات آفاقی ہیں۔ کچھ آیات ہیں جو تمہارے اپنے وجود کے اندر پائی جاتی ہیں۔ پس اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کو دیکھتے ہیں تو ایک بہت ہی دلکش

انداز میں اس پر روشنی پڑتی ہے اور ایک معمہ حل ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ

## ہر تخلیق اپنی ذات میں کامل ہے

اور اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے مکمل ہے۔ باہر کی دیکھنے والی آنکھ اس کو نہیں سمجھ سکتی لیکن وہ مخلوق خود اپنے نفس میں جانتی ہے۔ روزمرہ کے تجربہ سے جانتی ہے کہ جیسی میں بنائی گئی ہوں اس میں ذرا سی تبدیلی پیدا کر دی جائے تو میری تخلیق کا مقصد ہاتھ سے جاتا رہے گا اور باطل میں تبدیل ہو جائے گا۔ جھوٹ بن جائے گا۔ پس گوبر کا کیڑا ہی آپ دیکھ لیں۔ آپ کو باہر سے دیکھتے ہوئے چاہے کتنی ہی بدی اس میں دکھائی دیتی ہو، بدصورتی دکھائی دیتی ہو، گند دکھائی دیتا ہو لیکن گوبر کے کیڑے میں کوئی اس کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو خدا کی تخلیق میں نقص پیدا کر دے گا۔ ڈائنا سورز (DINOSAURS) آپ کو کتنے ہی بھیانک کیوں نہ دکھائی دیں مگر اس وقت ان کی بقا کے لئے اور ان کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے یہی شکل ہے جو کام دے سکتی تھی۔ اس شکل میں کوئی ایسی تبدیلی کی جاتی جو اُن کو اُن کے دائرہ کار سے باہر لے جاتی، جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس کا ایک دائرہ کھینچا گیا ہے اس دائرے کے اندر ان کو نہ رہنے دیتی اور ان کو باہر نکال دیتی تو وہ ان کی ہلاکت کا دن ہوتا۔ پس یہ بھی ایک مضمون ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر غور کرتے ہیں تو مومن کے دل سے یہ جو آواز اٹھتی ہے کہ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، اس سے یہ مضمون حل ہو جاتا ہے کہ ہر چیز اپنے اندر ایک خاص مقصد لئے ہوئے ہے اور اس کی تخلیق اس مقصد کے عین مطابق ہے اور اس میں کوئی باطل کا پہلو نہیں ہے تو وہ بھیانک ڈائنا سورز (DINOSAURS) اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو بہت ہی خوبصورت دکھائی دیں گے اور دل سے بے اختیار وہی آواز اُٹھے گی کہ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ کہ واہ واہ سبحان اللہ! کیسا عظیم خالق ہے۔ بدصورتی پر بھی احسن کا لفظ اطلاق پا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب اپنی وحی لکھوایا کرتے تھے تو ایک ایسا مضمون آیا جس میں کائنات کے حسن کا مضمون تھا اس وقت لکھنے والے کاتب کے دل سے بے اختیار یہ کلمہ بلند ہوا کہ

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

(سورۃ المؤمنون: آیت ۱۵)

واہ واہ اللہ کی ذات کیسی مبارک ہے۔ احسن الخالقین ہے اور بعینہٖ یہی وحی تھی جو بعد میں نازل ہو رہی تھی۔ وقت کی آواز یہ تھی۔ فطرت کی آواز تھی کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین جو اس کے دل سے بلند ہوئی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہی ہے۔ یہی لکھو تو اس کا ایمان لرز گیا۔ ٹھوکر کھا گیا اور وہ بدبخت انسان مرتد ہو کر اسلام کے دائرے سے باہر چلا گیا۔

پس بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ فطرت سے بے اختیار ایک گواہی اٹھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر جہاں بھی آپ غور کریں گے خواہ وہ کیسی ہی بدصورت ہو، کیسی ہی بدزیب دکھائی دینے والی ہو

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

کا کلمہ بے ساختہ دل سے اٹھے گا۔ اس میں ایک اور پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چیزیں پیدا کرتا ہے ان کے بعض مقاصد اس وقت دکھائی نہیں دیتے، بعد میں دکھائی دیتے ہیں اور بعض مقاصد موازنہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر بدصورتی نہ ہو تو حسن کا تصور ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر چیز کے دو پول ہیں۔ دو کنارے ہیں اور ان دونوں کناروں کے بعد سے ایک نیا مضمون پیدا ہو جاتا ہے جتنا بُعد زیادہ ہو اتنا ہی ہر کنارے کی اہمیت زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جتنا وہ قریب اور مدغم ہوں گے اتنا ہی اُن کی اہمیت آپس میں مدغم اور مبہم ہوتی چلی جائے گی۔ پس کسی مضمون کو نکھار کر پیش کرنا ہو تو دونوں طرف کے کناروں کے خصائل یا ان کے نقوش کو بڑی وضاحت کے ساتھ خوب نکھار کر پیش کرنا ہوگا۔ پس جہاں حسن ہے وہاں بدصورتی کا مضمون لازم ہے۔ جہاں رحم ہے وہاں ظلم کا مضمون بھی لازم ہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے اس کے کچھ حصوں پر پہلے میں کئی دفعہ روشنی ڈال چکا ہوں۔ سردست اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی باطل نہیں ہے اور جس تخلیق کو آپ سب سے زیادہ بدصورت سمجھتے ہوں اس تخلیق میں بھی بعض مخفی حسن ہیں جو اُس مخلوق کو خود معلوم ہیں۔ وہ اس کی شاکلہ میں داخل ہیں۔ وہ مخلوق سب سے بہتر جانتی ہے کہ مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتا۔ خالق نے جیسا بنایا ویسا ہی ٹھیک تھا اور دوسرے اس کے بعض حسن ہیں جو موازنہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض حُسن ہیں جو آج نہیں تو کل ظاہر ہوں گے۔ بعد کے زمانوں میں نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی لمبا اور وسیع مضمون ہے میں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ یاد رکھیں جہاں بدصورتی بھی ہے وہاں ایک پیغام ہے جو آپ کو ضرور ملتا ہے اور بدصورتی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ

## بدصورتی سے حُسن کی طرف حرکت کریں

جہاں حُسن کھینچتا ہے وہاں بدصورتی دھکا دیتی ہے اور بدصورتی کا دھکا دینے والا جو مضمون ہے کہ جس کو بدصورتی کی شناخت ہو جائے اس کو بدصورتی اپنے سے دور کرتی ہے یہ سبحان کے لفظ میں بیان ہوا ہے اور جہاں جہاں خدا تعالیٰ کی سبحانیت کا ذکر ہے وہاں دراصل اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے اور تبتل کے لئے اس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ جہاں حمد کا مضمون ہے وہاں حسن کی ایک کشش ہے جس کا بیان ہوتا ہے اور جہاں سبحان کا مضمون ہے وہاں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو بھی خامیوں کے تصورات ہیں، جو بھی بدیوں کے تصور ہیں ان تمام تصورات کے ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس میں خامی کا کوئی ادنیٰ سا بھی پہلو نہیں ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ فرماتا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔

پس اللہ کی تسبیح کرو.... ایک یہ مضمون ہے اور سبحان اللہ میں دوسرا مضمون یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ پاک پاؤ گے تم خواہ شام میں داخل ہو رہے ہو یا صبح میں داخل ہو رہے ہو تمہیں خدا تعالیٰ ہر نقص سے پاک دکھائی دے گا۔ شام میں داخل ہونے کے وقت کون کون سے ایسے نقائص ہیں جن کی طرف انسان کی توجہ پھرتی ہے۔ ایک تو روشنی کو آپ اندھیروں میں بدلتا ہوا دیکھتے ہیں۔ امن کو خوف میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ یہ وہ مضامین ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سے مضامین ہیں جن کا دن کے رات میں داخل ہونے سے تعلق ہے ان سب پہلوؤں کی برائیوں سے آپ اللہ تعالیٰ کو پاک پائیں گے۔ پس خواہ تم دن سے رات میں داخل ہو رہے ہو یا رات سے دن میں داخل ہو رہے ہو۔ رات کے دن میں داخل ہونے میں رات کے تجارب بھی آ جاتے ہیں۔ رات کی بعض تکلیف دہ یادیں بھی آ جاتی ہیں اور پھر دن کی محنت جو سامنے کھڑی ہوتی ہے اور کئی قسم کی مشکلات

جن کا دن سے تعلق ہے وہ بھی سامنے آجاتی ہیں تو یہ ایسا مضمون ہے جو ہر انسان کی سوچ کے مطابق نئے نئے واقعات میں ڈھل سکتا ہے اور ان واقعات کے تعلق میں انسان اللہ تعالیٰ کو برائیوں سے پاک دیکھ سکتا ہے۔ پس جب وقت بدل رہا ہو۔ حالات بدل رہے ہوں تو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کی تسبیح کا مضمون ضرور دل میں اٹھتا ہے لیکن اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

وہ صرف بدیوں سے پاک نہیں ہے۔ بدیوں سے پاک دیکھو گے تو تمہیں اس میں حمد دکھائی دینے لگے گی جو ایک مثبت مضمون ہے۔ جو بدی نہیں ہے اس کے بدلے ایک بہت عظیم الشان حسن موجود ہے۔ محض بدیوں سے پاک قرار دینا کامل تعریف نہیں ہے بلکہ ہر بدی جس سے کوئی چیز پاک ہوتی ہے اس کے مقابل پر اُسے ایک خوبی اپنانی پڑے گی ورنہ وہ وجود نامکمل رہے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم جب کہتے ہیں کہ وہ شام کے وقت بھی تمہیں پاک دکھائی دے گا اور صبح کے وقت بھی پاک دکھائی دے گا تو مراد یہ نہیں ہے کہ وہ صرف بدیوں سے پاک ہے۔

## اسی کے لئے تو حمد ہی حمد ہے۔

آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ کائنات کا کوئی ذرہ، کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں خدا کی حمد کا مضمون دکھائی نہ دے رہا ہو۔

پھر پہلے مضمون کو شروع کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ کہ تم جب دن سے شام میں داخل ہوتے ہو اور اس کے بعد رات آجاتی ہے تو عَشِيًّا سے مراد وہ رات ہے اور رات سے دن میں داخل ہوتے ہو تو پھر وہ دوپہر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پس جب تم رات میں داخل ہو کر رات گزار رہے ہوتے ہو یا دن میں داخل ہونے کے بعد دن کے عروج تک پہنچتے ہو۔ پس اندھیروں کا بھی ایک عروج ہے جس کا عَشِيًّا میں ذکر فرمایا گیا اور روشنی کا بھی ایک عروج ہے جس کا تُظْهِرُوْنَ میں ذکر فرمایا گیا۔ ظہر کے وقت جب سورج سر پہ چڑھتا ہے اور اس کے بعد بہت عرصہ تک اس کی تمازت اپنی پوری قوت سے جلوہ دکھا رہی ہوتی ہے۔ فرمایا اس وقت بھی تم خدا کو ہر کمزوری، ہر برائی سے پاک دیکھو گے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ؛

وہ زندوں سے مردے پیدا کرتا ہے۔ زندوں کو مردہ بنا دیتا ہے۔ يُخْرِجُ کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے: نکالتا ہے۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ: مُردوں سے زندوں کو نکالتا ہے۔ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ؛ زندوں سے مُردوں کو نکالتا ہے۔ یہاں تک جب ہم پہنچتے ہیں تو یہ مضمون تھوڑے سے خوشخبری کا پہلو ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ پہلے فرمایا: يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ: وہ مُردوں سے زندہ پیدا کر دیتا ہے۔ یہ خوشخبری کی بات ہے انسان کہتا ہے الحمد للہ۔ مُردوں سے زندہ پیدا ہوں گے لیکن معاً ساتھ ہی فرما دیا کہ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ: وہ پھر زندوں سے مُردے بھی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ ایک خوف کا مقام ہے لیکن بات یہاں ٹھہر نہیں گئی۔ پھر فرمایا: وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا؛ وہ زمین کو اس کی موت کے بعد پھر زندہ کر دیتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ؛ تم اسی طرح زمین سے نکالے جاؤ گے یا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نکالے جاؤ گے۔

یہ مضمون ظاہری طور پر تو پورا ہوتا ہوا ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ اس میں کسی سائنس دان کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مُردوں سے زندہ نکل رہے ہیں۔ اس کے کئی قسم کے مطالب ہیں۔ ایک مطلب یہ ہے کہ ایک نسل مر جاتی ہے اور دنیا سے تعلق کاٹ کر الگ ہو چکی ہوتی ہے اس نسل کے بعد اس نسل کو زندہ رکھنے کے لئے انہی میں سے زندہ لوگ پیدا ہوتے ہیں جو دراصل ان کو زندگی بخش رہے ہوتے ہیں یعنی پہلی نسل کے لوگ جو مر گئے ان کے بعد آنے والی نسلیں دراصل انہی مُردوں کی زندگی کا نشان بنتی ہیں اور انہی کی زندگی کو جاری رکھنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں لیکن ان زندوں سے پھر مُردے بن جاتے ہیں۔ تو اس میں ایک نصیحت تو یہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کو بقا نہیں ہے۔ تم اگر آج زندہ ہو تو کل مر بھی جاؤ گے۔ اگر آج مری ہوئی قومیں ہو تو کل زندہ بھی ہو جاؤ گے۔

پس یہ مضمون ایک اور پہلو سے ہمارے سامنے کئی نصیحتیں لیکر آتا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال اور زوال و عروج کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ وہ لوگ جو ایک خاص قسم کی مُردنی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے مقابل پر طاقتور قومیں ان پر سوار ہیں اور ان پر غالب آچکی ہیں لیکن یہ آیت ان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ دیکھو! گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ زندوں کو کچھ عرصہ زندگی کا موقعہ دیتا ہے اور ان کو آزماتا ہے۔ ان کو آزمائش کے دور سے گزارتا ہے اور پھر وہ اس اکھاڑے سے نکل جاتے ہیں۔ ان کا دنگل ختم۔ ان کے بدلے پھر اور لوگ آیا کرتے ہیں۔ آج تم مردہ ہو تو کل زندہ بھی ہو سکتے ہو۔ آج جو زندہ ہیں اگر وہ اترائیں گے اور اس امتحان پہ پورا نہیں اتریں گے تو کل وہ مر بھی سکتے ہیں بلکہ ضرور مریں گے تو یہ جو عرصہ حیات ہے اس کی آزمائشوں کا ذکر اس مضمون میں آجاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور پھر زمین کو اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ؛ یاد رکھو کہ یہ جو زندگی اور موت کا سلسلہ اور ان کا ادلنا بدلنا ہے جہاں تک انسان کا تعلق ہے تمہارے لئے یہ آخری بات نہیں ہے۔ تم پھر زندہ کئے جاؤ گے اور جب زندہ کئے جاؤ گے تو حساب کتاب کے لئے زندہ کئے جاؤ گے۔ دنیا میں جو تمہاری آزمائشیں ہو رہی ہیں ان کی جزاء یا سزا تمہیں مرنے کے بعد دی جائے گی۔ اس بات کو نہ بھولنا۔

ہمارے سامنے سزا یا جزاء کے دو قسم کے نظام رکھ دیئے۔ ایک وہ جو انسانی زندگی کے بدلتے ہوئے حالات اور قوموں کے تغیرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بہت سی قومیں جو اپنے عروج کی حالت میں کبھی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور انتہائی تکبر میں مبتلا تھیں وہ پیوندِ خاک ہو گئیں اور ان کی عظمتیں مٹ گئیں۔ ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا سوائے اس کے کہ تاریخ کے صفحات میں ان کا ذکر ملتا ہے اور بہت سی مُردہ قومیں جن پر بعض غالب قومیں سوار تھیں اور یوں لگتا تھا کہ وہ کبھی بھی اس حالت سے باہر نہیں نکل سکیں گی وہ دنیا پر غالب آئیں اور ان پہلوں کے نشان مٹ گئے لیکن وہ باقی رہیں۔ پس تاریخِ عالم جو سبق دیتی ہے یہ سبق بھی ان آیات میں مذکور ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا گیا کہ ادلنے بدلنے کا یہ مضمون اس دنیا میں ختم نہیں ہو جائے گا۔ آخر پھر تم زندہ کئے جاؤ گے اور اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ کہ تم گھیر گھار کے جوق در جوق خدا کی طرف لیجائے جاؤ گے جس طرح ایک گڈریا اپنے گلے کو ہانک کر یا گھیر کر اس مقام کی طرف لیکر جاتا ہے جہاں اُسے لیجانا مقصود ہو

اسی طرح بالآخر تم اللہ کی طرف لوٹو گے۔

اس میں جو روحانی مضمون ہے وہ یہ ہے کہ مذہبوں کا بھی یہی حال ہے۔ بہت سے مذاہب انبیاء کے ذریعہ زندہ کئے جاتے ہیں وہ مُردوں سے نکلتے ہیں لیکن اگر وہ اپنی زندگی کی حفاظت نہ کر سکیں تو بعد میں آنے والی نسلیں مر جاتی ہیں۔ یہ مضمون کمال کے ساتھ اس صورتحال پر بھی صادق آتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو انبیاء کو قبول کرتے ہیں اور اُن سے زندگی پاتے ہیں وہ بحیثیت قوم خود نہیں مرا کرتے۔ ان کی وہ زندگی ویسی ہی ابدی ہے جیسا کہ فرمایا کہ زمین کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد پھر زندہ کر دے گا اور اس زندگی کے بعد تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہ ایک ابدی زندگی ہے۔ پس جہاں تک انبیاء کو قبول کرنے والی قوموں کا اور ان پہلی نسلوں کا تعلق ہے جنہوں نے قربانیاں دیکر انبیاء کو قبول کیا اُن کے لئے کوئی صورت نہیں لیکن بعد میں آنے والے خرابیاں کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ۔

(سورۃ الاعراف: آیت ۱۷۰)

بعض بڑے بڑے نیک اعمال کرنے والے مقدس وجود تھے مگر بدقسمتی سے ان کی نسلیں ختم ہو گئیں۔ ایسی نسلوں نے ان کا ورثہ پایا جنہوں نے بد اعمال شروع کر دیئے اور ان کی زندگی موت میں تبدیل ہو گئی۔ پس بعض قومیں زندگی کی حالت میں جب اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک حق کو قبول کرتی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ موت کی حالت سے نکل کر ایک حق کو قبول کرنے کے نتیجہ میں زندگی پاتی ہیں ان کے لئے نصیحت ہے کہ۔

## اپنی آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنا

ان کو کبھی نہ مرنے دینا لیکن یاد رکھنا کہ تم سے کوئی ایسا ابدی وعدہ نہیں ہے کہ تم زندگی پاؤ گے تو لازماً تمہاری آنے والی نسلیں ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ اس کے لئے یہ اصول یاد رکھنا کہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۲۵)

کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ پس تم ایسی زندگی اختیار کرو جیسے کہ ایک روح ایک دنیا کو چھوڑ کر دوسری دنیا کی طرف حرکت کر جاتی ہے۔ اور وہ زندگی جو موت کے ساتھ اولتی بدلتی ہے وہ ایک دائمی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ پس تمہارے لئے ہم نے دنیا میں یہ موقعہ پیدا کر دیا ہے کہ خدا کے حضور پیش ہونے سے پہلے موت کی حالتوں سے ابدی طور پر نکل جاؤ۔ اپنی نسلوں کو بھی نکالو اور خود ایسے نکلو کہ پھر کبھی دوبارہ موت کی طرف لوٹ کر نہ جاؤ۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا اور اسی تعلق سے میں نے اسے تبتّل کے مضمون کے لئے چنا ہے۔ میں آج کل آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تبتّل ضروری ہے۔

## تبتّل کا مطلب

ہے ایک حالت کو چھوڑ کر، ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری حالت یا دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جانا یہاں تک کہ پہلی جگہ سے رشتے ٹوٹ جائیں، تعلق ختم ہو جائیں۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ اس دنیا میں تم خواہ کتنی دفعہ مارے جاؤ اور زندہ ہو بالآخر تم نے اس دنیا کو چھوڑ دینا ہے۔ بالآخر تمہیں اس دنیا سے رخصت ہونا ہوگا اور وہ تبتّل جو بے اختیاری کا تبتّل ہے وہ تو تم نے اختیار کرنا ہی کرنا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو اس سے باہر رہ سکے بالآخر لازماً اس دنیا سے رخصت ہو کر تمہیں خدا کی طرف لوٹنا ہے لیکن وہ تبتّل جو تمہارے اختیار میں ہے اگر وہ تم نے مرنے سے پہلے اختیار نہ کیا تو تمہارا دل دنیا کی جن چیزوں میں اٹکا ہوا ہوگا وہی تو قیامت کے لئے تمہارے لئے جہنم کا موجب بن جائے گا کیونکہ جس سے تعلق ہو اُس سے انسان جتنا دوری اختیار کرتا ہے اتنی ہی تکلیف پہنچتی ہے۔ جس سے تعلق نہ ہو جتنا اس کے قریب ہو اتنی ہی مصیبت پڑ جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں اور ہر انسان کی روز مرہ کی ملاقاتوں میں یہ بات آئے دن ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اگر تعلق والا پیارا ملتا ہے تو دل نہیں چاہتا کہ وہ اُٹھ کر جائے اور کوئی بور (BORE) کرنے والا یا کسی پہلو سے جو آپ کے لئے ناقابلِ قبول ہو یا بعضوں کو بعض شخصیتوں سے الرجی ہوتی ہے ایسا آدمی پاس آکر بیٹھ جائے تو مصیبت بن جاتی ہے حالانکہ وہ بیچارا کچھ بھی نہیں کہہ رہا ہوتا۔ کوئی ظاہری تکلیف نہیں دے رہا ہوتا۔ بعض دفعہ وہ آپ کی روٹی بھی نہیں کھاتا۔ آپ سے کچھ لیکر بھی آتا ہے لیکن جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں چلو اچھا ہوا۔ شکر ہے آخر نجات ملی۔ اس سے پیچھا تو چھوٹ گیا۔ پس وہ لوگ جو یہاں تبتّل اختیار نہیں کرتے ان کے اس دنیا میں پیچھے ٹوٹیں گے۔ وہاں جو وجود دکھائی دیں گے ان سے کبھی اس دنیا میں تعلق پیدا نہیں ہوا اور تعلق اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ آخر دم تک دنیا کے وجودوں سے ایسا تعلق قائم رکھا کہ جس کے ٹوٹنے سے ایک روحانی عذاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جان دی کہ تبتّل نہیں ہو سکا تھا۔ ایسی صورت میں اگلی دنیا جہنم ہی جہنم ہے لیکن محض اس طرح کی نہیں جیسے میں بیان کر رہا ہوں کیونکہ جہنم کی وہ شکل ایسی ہے جس کا ہم حقیقت میں تصور نہیں کر سکتے۔ ہم جو چیزیں آج ایک جذبات اور کیفیات کی صورت میں سوچ رہے ہیں یہ اگلی دنیا میں موجودات بن جائیں گی۔ ان کو ظاہری جسم عطا کر دیئے جائیں گے اور اس صورت میں ان کے عذاب دینے کی طاقت بہت بڑھ چکی ہوگی اور یہ وہ مضمون ہے جو بیان کر کے یہ آیت وارننگ دیتی ہے کہ کَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ نہیں ہم لازماً یہاں سے نکال دیں گے۔ اس دنیا کو تم چھوڑ دو گے۔ اس لئے روحانی طور پر اس سے نکلنے کی تیاری کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جن مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے آئے وہ بھی مُردے تھے جو روحانی طور پر مُردہ تھے۔ ان کو بھی ایک موت کی حالت سے نکال کر ایک زندگی کی حالت میں داخل فرمایا گیا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ: اللہ اور اس کے رسول کی بات کا ہاں میں جواب دو۔ لبیک کہو۔ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ: جب وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے۔

خاص طور پر قابلِ ذکر بات یہ ہے اور قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ یہاں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ نہیں فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرمایا ایمان لانے والے تو پہلے ہی زندہ ہو چکے ہیں۔ پھر نئی زندگی سے کیا مراد ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تبتّل مراد ہے ایمان لانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہنے کی پہلی صلاحیت عطا ہوئی ہے مگر ابھی دنیا سے تبتّل نہیں ہوا۔ اب یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو ہر شخص اپنے نفس پر غور کر کے جانچ سکتا ہے، پہچان سکتا ہے، ہر انسان صاحبِ تجربہ ہے۔ ہم سب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تجدید بیعت کر چکے ہیں۔ آپ پر دوبارہ حقیقی اور گہرا ایمان لا چکے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم تبتّل کی مختلف حالتوں پر ہیں۔ ہم میں سے بہت سے ہیں جو ایمان لانے کے باوجود اس آواز

پر لبیک نہیں کہہ سکتے جو زندگی کی آواز ہے اور وہ زندگی ایک قسم کی موت کو چاہتی ہے۔ مُردہ دل سے نکل کر زندگی میں آنا مُردہ حالت پر موت وارد کرنے کے مترادف ہے اور ویسی ہی تکلیف دہ چیز ہے جیسے زندگی سے موت میں داخل ہونا لیکن زاویہ نظر بدل جاتا ہے۔ جس طرح ایک زندہ کے لئے بڑی مصیبت ہے کہ وہ موت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھے اور اپنی طرف آتا ہوا محسوس کرے پتہ ہو کہ اب میں جانے والا ہوں۔ ایسی حالت میں انسان کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں لیکن وہ لوگ جو مُردے ہیں جب ان کو موت سے زندگی کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ زندگی کا جواب ہاں میں دینا بڑی مصیبت ہے۔ اب یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مؤمنوں کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایمان لے آئے ہیں ان کو زندگی بخشنا چاہتے ہیں اور زندگی کی راہوں کی طرف بلا رہے ہیں۔ فرمایا: اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ: اللہ اور اس کے رسول کو ہاں میں جواب دو۔ اس کی آواز پر لبیک کہو لیکن جب لبیک کے موقعے آتے ہیں تو ہم اپنے اندر کتنی کمزوریاں پاتے ہیں اور وجہ یہی ہے کہ ہمارا تبتل نہیں ہوا۔ ہم رشتوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ جہاں جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے دقت محسوس کی جاتی یا لبیک نہ کہی جائے یا ایسی مجبوری ہو جاتی ہے یا بہت زور لگانا پڑے اور بڑی مصیبت سے قربانی کر کے لبیک کہنا پڑے تو اس موقعہ پر آپ بہتر طور پر خود اپنی جانچ کر سکتے ہیں کہ کتنا آپ کا تبتل ہوا ہے اور کتنا ہونا باقی ہے۔ جس جس اندھیرے سے آپ کو روشنی کی طرف بلایا جاتا ہے ان اندھیروں سے آپ کے قدم اٹھاتے ہوئے ہیں کہ نہیں۔ یہ مضمون ہے جو ان آیات میں بیان ہوا ہے۔ اگر قدم اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ کے لئے خدا اور رسول کی آواز کا ہاں میں جواب دینا بہت مشکل ہو جائے گا۔ باوجود اس کے کہ آپ جانتے ہیں کہ زندگی کی طرف بلا رہے ہیں۔ پس جس طرح زندہ کا مرنا مشکل ہے اس طرح مرے ہوئے کا جینا بھی تو مشکل ہے کیونکہ مشکل کا سارا راز انقطاع میں ہے۔ ایک حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس حالت پر پڑے ہوئے آپ کی جڑیں جتنا اس میں قائم ہو چکی ہوں گی اور آپ اس کے ساتھ پیوستہ اور وابستہ ہو چکے ہوں گے اتنا ہی آپ کے لئے جگہ تبدیل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ تبتل کا ہی مضمون اس رنگ میں بیان فرما رہا ہے کہ دیکھو ہاں میں جواب دینا ورنہ تم مرے رہو گے۔ خالی ایمان تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ پھر فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ:

تمہاری نیتیں جو کچھ بھی ہوں تم اپنے لئے کئی قسم کے بہانے تراش لیا کرو گے۔ اس بات کا تو میں جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ یہ مشکل ہے۔ فلاں بات کا اس لئے نہیں دے سکتا کہ یہ مشکل ہے۔ آج میں اتنا بوجھ اٹھا نہیں سکتا کل کوشش کروں گا۔ نفس ہزار قسم کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد رکھنا جب خدا اور خدا کے رسول تمہیں بلاتے ہیں تو تمہاری نیتوں کے بیچ میں خدا بیٹھا ہوا ہے۔ کیسا حیرت انگیز نقشہ کھینچا گیا ہے۔ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ: انسان کی ذات اور اس کے قلب کے درمیان میں خدا ہے حالانکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسان اپنے قلب کے قریب ترین ہے۔ یہاں

## قلب سے مراد نیتوں کی آخری آماجگاہ

ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے بہتر تمہیں جانتا ہے اور جو بھی سوچو گے، جو بھی پیغام تمہارا دل تمہیں بھیجے گا اور وہ عذر بن کر تمہاری زبانوں سے نکلے گا۔ ایک سینسر بیچ میں ہو رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ پتہ کرے گا کہ اصل بات کیا تھی۔ دل سے کیا اٹھا تھا اور زبان سے کیا نکلا ہے۔

اس کا ایک عظیم الشان سینسر کا نظام ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرما رہا ہے اور پھر وہی بات فرمائی۔ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ: پس اسی آیت میں جو تُخْرَجُوْنَ کہہ کر فرمایا کہ زمین سے نکالے جاؤ گے اور پھر خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اسی کو یہاں یوں بیان فرمایا کہ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ: تم نے آخر وہیں چلے جانا ہے۔ اس لئے اس سے پہلے پہلے جن بدیوں سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہو علیحدگی اختیار کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

یاد رکھو انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعبّدِ ابدی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کو چاہئیے کہ اسی میں لگا رہے۔ اس جہان کی جس قدر چیزیں ہیں۔ بیوی، بچے، احباب، رشتہ دار، مال و دولت اور ہر قسم کے املاک ان کا تعلق اسی جہان تک ہے۔ اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۲۸)

یہ مضمون جو میں ان آیات کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں یہ وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔

"...... اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ سے اس جہان میں بھی اور اس جہان میں بھی اس کی ضرورت ہے۔" (ایضاً)

پس جس جہان میں جا رہے ہیں وہ خلاؤں کا جہان نہ نکلے۔ یہ نہ ہو کہ یہاں سے کچھ بھی اس جہان والے سے تعلق کی صورت میں ساتھ لیکر نہ جائیں۔ ایک جگہ سے تعلق کاٹا جائے اور دوسری جگہ تعلق قائم نہ ہو تو یہ بربادی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اتنا کیوں نہیں سوچتے کہ یہ جو دنیا کے تعلقات ہیں، زیادہ سے زیادہ پیارے لوگ۔ تمہارے بچے، تمہارے اقرباء۔ تم سے محبت کرنے والے۔ تمہارے محبوب۔ تمہاری دولتیں یہ ساری کی ساری ایک دن لازماً یہیں رہ جائیں گی۔ ان کا ایک ذرہ بھی تمہارے ساتھ نہیں جائے گا لیکن ایک وجود ہے جو یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے۔ اس سے اگر تم نے یہاں تعلق قائم کر لیا تو وہاں وہ کام آئے گا۔ وہاں تنہائی محسوس نہیں کرو گے اور جتنا تعلق یہاں قائم کرو گے اتنا ہی وہاں تمہارے لئے دلچسپی کے سامان ہوں گے اور دل لگانے کے لئے خدا تعالیٰ تمہارے لئے ایسی ایسی چیزیں ظاہر فرمائے گا کہ جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ تصور نہ کرنے کا مضمون دوسری جگہ بیان ہوا ہے اس کو میں نے یہاں داخل کیا ہے کیونکہ اس موقعہ کے لئے ہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر اس دنیا میں خدا سے تمہارا تعلق قائم ہو گیا تو پھر اس دنیا میں جو تعلق قائم ہو گا وہ اس سے بہت زیادہ لذیذ بن کر ظاہر ہو گا جو تم اس دنیا میں چکھ چکے ہو۔ بظاہر یہی کہو گے کہ ہم نے پہلے بھی یہ چکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہیں تم نہیں جانتے یہ تو بالکل اور چیزیں ہیں۔ ویسی ہیں۔ ملتی جلتی ہیں لیکن اپنی کیفیت اور کمیت اور لذتوں کے لحاظ سے گویا زمین آسمان کا فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں خدا سے تعلق کا مضمون بیان فرمایا وہاں پہلے دنیا سے عدم تعلق کا مضمون بیان فرمایا ہے اور اسی کا نام تبتل الی اللہ ہے کیونکہ ایک تعلق کے ہوتے ہوئے دوسرا تعلق ہو نہیں سکتا۔ ہر معاملہ میں موازنہ ہوتا ہے۔ ایک طرف سے دوسری طرف حرکت کرنے کے لئے لازم ہے کہ دوسری طرف کا تعلق غالب آجائے اور ایک طرف کا تعلق مغلوب ہو جائے۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ کسی انسان کے اندر طاقت ہی نہیں کہ جس میں تبدیلی پیدا کر سکے۔ اگر کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کے مقابل پر جو چیز آئے گی اور اس تعلق کی راہ میں حائل ہو گی اس سے ویسی ہی نفرت پیدا ہو گی۔ نصیحت کرنے والے لاکھ نصیحتیں کریں اگر ایک انسان کو کسی سے محبت ہے اور ناصح اس محبت کی راہ میں حائل ہوتا ہے تو عام حالات میں آپ

نصیحت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ بڑی اچھی بات کی لیکن اگر وہ آپ کی محبت کی راہ میں حائل ہوتا ہے تو آپ اس کو ایسی نفرت سے دیکھتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس بدبخت کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ میرے تعلقات کے معاملات میں دخل دے۔ پس، تبتل دوسرے تعلق کے لئے ضروری ہے اور جتنا وہ تعلق بڑھے گا اتنا تبتل آسان ہو جائے گا۔ جتنا تبتل زیادہ ہوگا اتنا دوسرے تعلق کے قائم ہونے کے امکانات زیادہ روشن ہوتے چلے جائیں گے۔ پس اس پہلو سے جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں اس میں ہم روزانہ اپنا امتحان بھی کر سکتے ہیں اور اپنے آپ کو دیکھ بھی سکتے ہیں اگر ہم ذرا سی ہوش پیدا کر لیں تو ہمارے اندر وہ آئینے موجود ہیں جن میں ہماری روزانہ جو شکل بن رہی ہے وہ دکھائی دے سکتی ہے۔ خدا سے ملے کہ نہیں ملے۔ یہ مضمون اگر مبہم رہے گا تو آپ کو کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ کیا ہو رہا ہے لیکن سبحان اللہ کے مضمون نے ہمیں بتا دیا کہ یہ تو بڑا آسان مضمون ہے۔ اگر تم برائیوں سے متنفر ہو رہے ہو تو تم لازماً تبتل اختیار کر رہے ہو۔ اگر بدیوں سے تمہاری محبت بڑھ رہی ہے تو لازماً تم اللہ سے غیر اللہ کی طرف جا رہے ہو اور روزانہ ہم اپنی بدیوں کو جانتے پہچانتے ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے اندر کیا کمزوریاں ہیں اور وہ اندھیرے ہیں جہاں سے نکل کر اگر ہم دوسری طرف حرکت کریں گے تو اندھیروں کے مقابل پر ہر طرف خدا ہی کی ذات ہے۔ ان معنوں میں وہ محیط ہے۔ کسی بھی اندھیرے سے آپ نکلیں گے تو خدا کی ذات نظر آئے گی کیونکہ وہ روشنی ہے۔ اندھیرے سے نکلنے کا مضمون یہ ہے کہ روشنی کی طرف جائیں۔ پس ان معنوں میں تبتل کے مضمون کو سمجھ کر اپنی ذات پر چسپاں کریں۔ اپنی بدیوں کو روزانہ دیکھیں۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھیں، نمازوں میں سستی ہو جاتی ہے۔ سستی کیوں ہوتی ہے۔ کبھی غور کریں تو پتہ چلے گا کہ تبتل نہیں ہوا۔ نماز کے مقابل پر ایک چیز زیادہ پسندیدہ ہے اور اس پسندیدہ چیز کو چھوڑا نہیں جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کیفیت اس کے برعکس تھی۔ آپ کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ آپ جب نماز کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں جاتے تھے تو دل نماز میں اٹکا ہوا ہوتا تھا۔ ہم عام انسان ایسے ہیں کہ خواہ عبادت کے کسی مقام پر بھی ہوں ہم میں ہماری ذات میں۔ ہمارے مشاہدہ میں ضرور ایسے مواقع آتے ہیں کہ نماز خدا کے حضور ادا کر رہے ہیں اور دل کہیں اور اٹکا ہوا ہے اور بار بار خیالات کو کھینچ کر اس طرف لیکر جاتا ہے تو تبتل ہوا نہیں تو نماز کیسے قبول ہوگی پہلے جو دنیا کے دھندے ہیں ان سے چھٹکارا نصیب ہوگا تو پھر اللہ کے دھندوں سے تعلق پیدا ہوگا۔ ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے رکھی ہے لیکن یہ ایسی مثال ہے جس پر اگر غور کریں تو ایسی بکثرت مثالیں آپ اپنی زندگی میں وارد ہوتی روزمرہ دیکھیں گے اور آسانی کے ساتھ اپنی حالت کو خوب پہچان سکتے ہیں۔ کسی باہر سے آنے والے کی ضرورت نہیں کہ آکر شناخت کرے۔

## آپ کے دل میں آپ کا ایک آئینہ ہے

جو آپ کی تصویر دکھا رہا ہے اور اگر آپ نے اس تصویر کی طرف توجہ نہ کی تو وہ نقش پکے ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ وہ خطرہ ہے جس سے میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ایسا شخص جو تصویر دیکھ رہا ہے اور اپنے داغوں کو پہچانتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ ان داغوں سے نجات پائے، وہ اگر نامکمل حالت میں بھی مر گیا تو اس کی ہجرت خدا کی طرف ہو رہی ہوگی اور اس کے لئے امن کا پیغام ہے لیکن ایک شخص جو داغوں کو دیکھتا ہے اس کو فکر پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے داغ ضرور بڑھتے ہیں۔ اگر وہ اپنے گھر میں گند دیکھتا ہے اور گند دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو کچھ دنوں کے بعد وہ گھر گند کا انبار بن جاتا ہے۔ گندگی کے ڈھیر اس گھر میں لگ جاتے ہیں۔ پس مسلسل نگہداشت کرنا، اپنی کمزوریوں کو پہچاننا اور پیش نظر رکھنا اور ان داغوں کو مٹانے کی کوشش کرتے چلے جانا جو بدیوں کے داغ ہیں۔ یہ تبتل ہے۔ پھر ہر کمزوری کے مقابل پر آپ کو حمد کا ایک مضمون بھی دکھائی دینے لگے گا۔ اگر کمزوریاں نکلیں گے تو دکھائی دے گا ورنہ نہیں دکھائی دے گا۔ اکثر انسانوں کی کمزوری کی حالت ان کی ذات میں حمد کی ایک حالت بنی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ جس چیز سے نسبت ہے اس کی دل میں تعریف ہے تو محبت ہے۔ حمد کا مضمون بھی دیکھیں کتنا بدل جاتا ہے آپ بدیوں میں مبتلا ایک شخص کی حمد کو پہچانیں گے تو معلوم ہوگا کہ بعض لوگ ہیں جن کو ڈرگ (DRUGS) سے محبت ہے اور ڈرگ کی حمد کرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ہلاکت ہے لیکن دل میں حمد کا ایک بگڑا ہوا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے پس دل میں حمد کا سچا مفہوم پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک پہلے حقیقی تبتل نہ ہو جائے اور بدیوں کی پہچان نہ ہو جائے۔ پس بدیوں کی پہچان کریں اور بدیوں کو چھوڑنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کریں۔ ایک جہاد شروع کر دیں کوشش کریں اور بالآخر کامیابی کیسے ہوگی اس کا میں انشاء اللہ آئندہ ذکر کروں گا۔ ابھی بہت سی اور باتیں آپ کے سامنے رکھنے والی ہیں۔ کچھ مثالیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سیرت سے پیش کر کے آپ کو بتانا ہے کہ جب تبتل ہو تو پھر کیا ہوا کرتا ہے اور امید ہے ان حوالوں سے جماعت کو انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ گہرا اور حقیقی عرفان نصیب ہوگا۔ اس کے بعد پھر حمد کا مضمون شروع ہوگا۔ ذکر الٰہی کا مضمون۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کس عمدگی کے ساتھ اس مضمون کو ترتیب دے دیا فرمایا توحید خالص کے بغیر نہیں تبتل کی کچھ سمجھ نہیں آئے گی۔ توحید کے سہارے تبتل ہوگا۔ جب تبتل ہوگا تو کس طرف؟ حمدِ الٰہی کی طرف اور حمدِ الٰہی ذکر پیدا کرتی ہے اور حمد کا جتنا شعور بڑھتا ہے اتنی ہی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے، اتنا ذکر بلند ہوتا رہتا ہے۔ جس سے محبت ہو لوگ اس کے تذکروں میں ہی مزے لیتے رہتے ہیں۔ اسی کا نام یاد کی لذتیں ہیں۔ ایک مہجور انسان جو ہجر میں مبتلا ہے، اپنے محبوب سے دور ہے اس کا ذکر اس کی یاد بن جاتا ہے اور جہاں ہم خیال بیٹھتے ہیں وہ پھر ان کے تذکرے کیا کرتے ہیں۔ پس تبتل بالآخر لازماً ذکر میں تبدیل ہوگا۔ اور ذکر کیا ہے؟ اس مضمون پر انشاء اللہ اس کے بعد روشنی ڈالوں گا۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لنڈن کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

(ادارہ)

---

## مجالس انصار اللہ کی توجہ کے لئے

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۳ء میں نو مبایعین کی تربیت کے کام کو مستقل بنیادوں پر چلانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے ذیلی تنظیموں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تربیت کے معاملہ میں اپنے امراء کا ہاتھ بٹائیں اور جو حصہ وہ ان کے سپرد کریں اس میں کام کریں۔ اسی طرح بالخصوص نو مبایعین کو اپنی تنظیمات میں شامل کریں

مجالس انصار اللہ بھارت کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت میں امراء/صدر صاحبان کے ساتھ اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کرنے کی پیشکش کر کے مطلع فرمائیں۔ کام کے دوران کوئی مشکل ہو تو مقامی امیر صاحب کے توسط سے دفتر انصار اللہ بھارت سے رابطہ کریں۔ اپنے کام کی رپورٹ دفتر میں ضرور بھجوائیں تاکہ بغرض دعا سیدنا حضور انور کی خدمت میں بھجوائی جائے۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

# ایک ایمان افروز روایت

اور

## روح پرور یادوں کے کچھ اَنمٹ نقوش

مرسلہ محترم مرزا ارشد بیگ صاحب۔ گلشن راوی۔ لاہور

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی عزیزان و اقارب اور احباب کے تئیں دلی محبت و شفقت کے چند ایمان افروز واقعات پر مشتمل محترم مرزا ارشد بیگ صاحب خلف حضرت مرزا افضل بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کی درج ذیل منتشر یادوں کو حسب ارشاد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بصورت مضمون صیغہ نشر و اشاعت قادیان نے ترتیب دیا ہے۔ ادارہ صیغہ مذکور کے مخلصانہ تعاون سے اس دلچسپ مضمون کو ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔

(مدیر)

خاکسار کے والد بزرگوار محترم حضرت مرزا افضل بیگ صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ تعلیم الاسلام سکول قادیان میں تعلیم حاصل کی۔ بچوں کے تئیں حضور علیہ السلام کے قلب صافی میں موجزن بے پناہ شفقت و محبت سے متعلق محترم والد صاحب مرحوم کی زبانی سنی ایک ایمان افروز غیر مطبوعہ روایت اور بوجہ قرابت داری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ و قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بے پایاں الطاف و اکرام کی روح پرور یادوں پر مشتمل کچھ انمٹ نقوش سلسلہ کی ایک مقدس امانت کے طور پر میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ اب جبکہ تقاضائے عمر اور مختلف النوع عوارض میں مبتلا ہونے کے باعث بلکہ جسمانی طور پر کافی کمزوری محسوس کرنے لگا ہوں اس خیال سے کہ کہیں یادوں کا یہ قیمتی خزانہ میرے ساتھ ہی دفن نہ ہو جائے۔ انہیں بغرض ریکارڈ احاطۂ تحریر میں لاکر بصد احترام پیارے آقا کی خدمت اقدس میں پیش کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

### حضور علیہ السلام کی بچوں سے شفقت

والد محترم مرزا افضل بیگ صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ ان کے والد (یعنی ہمارے دادا) جو قصور میں وکالت کے پیشہ سے منسلک تھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت میں رہ کر دینی تربیت حاصل کرنے کی غرض سے آپ کو لے کر قادیان آئے جہاں آپ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کروایا۔ رہائش کے لئے احمدیہ ہوسٹل میں انتظام کیا اور حضور علیہ السلام کی زیر نگرانی میں چھوڑ کر واپس قصور چلے گئے۔ حضور علیہ السلام نے محترم والد صاحب کو ہدایت فرمائی کہ انہیں جب بھی کوئی ضرورت یا دقت پیش آئے وہ بلا جھجک حضور کے علم میں لائیں۔ یوں تبھی وہ ہر جمعہ کے روز آکر حضور سے ملا کرتیں۔ محترم والد صاحب چونکہ ناز و نعمت کے پروردہ تھے اس لئے احمدیہ ہوسٹل میں نانبائیوں کی ناپختہ یا جلی ہوئی تندوری روٹیاں اُن سے ٹھیک سے نہ کھائی جاتی تھیں۔ ایک جمعہ کے روز انہوں نے روٹیوں کے کچے پکے اور جلے ہوئے ٹکڑے کپڑے کے ایک رومال میں باندھے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور نے معمول کے مطابق دریافت فرمایا کہ بیٹے کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں؟ محترم والد صاحب نے عرض کیا۔ حضور! سوائے ہوسٹل کی روٹیوں کے اور کوئی تکلیف نہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے رومال میں رکھے ہوئے روٹیوں کے ٹکڑے خدمت اقدس میں پیش کر دیئے۔ اس پر ٹکڑوں والا رومال لے کر حضور اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد واپس باہر تشریف لائے اور لڈوؤں سے بھرا ہوا وہی رومال محترم والد صاحب کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے بڑے پیار سے فرمایا کہ "یہ لڈو کھالیں میں ہوسٹل والوں کو تاکید کر دوں گا۔ آئندہ آپ کو اچھی پکی ہوئی روٹیاں ملیں گی"۔

### حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے میرے رشتہ کی تجویز

خاکسار کے خسر محترم حضرت مرزا محمد احسن بیگ صاحب رضی اللہ عنہ رشتہ میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضور رضی اللہ عنہ کے کلاس فیلو تھے۔ جس کی وجہ سے دونوں میں خاصے بے تکلفانہ مراسم تھے۔ اوائل عمر میں ہی انہوں نے ریاست کوٹہ (راجپوتانہ) کے مہاراجہ سے دوستانہ مراسم کی بناء پر وہاں تین گاؤں اور ایک جنگل ذاتی شکار کے لئے خریدے اور پھر قادیان سے ہجرت کر کے مستقل طور پر وہاں ہی سکونت پذیر ہو گئے۔

عرصہ دراز کے بعد محترم حضرت مرزا محمد احسن بیگ صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کے رشتہ کے لئے حضور کی خدمت میں لکھا۔ میرے والد محترم حضرت مرزا افضل بیگ صاحب رضی اللہ عنہ بھی حضور کے کلاس فیلو تھے اور اُس وقت قصور سے ہجرت کر کے قادیان میں مستقل رہائش اختیار کر چکے تھے۔ حضور کے اپنے اظہار کے مطابق حضور کا خیال تھا کہ مرزا محمد احسن بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ قادیان میں ہو جانے کی صورت میں ان کا ایک بار پھر قادیان سے جسمانی تعلق قائم ہو جائے گا۔ اُس وقت میرے دو بڑے بھائیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں۔ اور خاکسار اُس وقت امرتسر کالج میں زیر تعلیم تھا۔ اس لئے حضور رضی اللہ عنہ کی نظر انتخاب محض خاکسار پر پڑی۔ تمام امور رشتہ بشمول تعیین حق مہر از راہِ کرم حضور رضی اللہ عنہ نے ہی طے فرمائے۔ نکاح بھی حضور رضی اللہ عنہ نے خود مسجد مبارک، قادیان میں پڑھایا اور لڑکی کے والد کی طرف سے وکالت کے فرائض بھی حضور رضی اللہ عنہ ہی نے سر انجام دیئے۔

### رشتہ کیلئے لڑکے کی رضامندی کی اہمیت

خاکسار کے رشتہ کے لئے حضور رضی اللہ عنہ کی تجویز کے ساتھ اگرچہ والدین کی رضامندی میں ہی خاکسار کی رضامندی بھی شامل تھی مگر پھر بھی حضور رضی اللہ عنہ نے ذاتی طور پر عاجز کی رائے معلوم کرنے کے لئے محترم والد صاحب کے ذریعہ خاکسار کو حضور رضی اللہ عنہ سے ملنے کا ارشاد فرمایا۔ تعمیل ارشاد کے لئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ خاکسار نے جیسے ہی حاضری کی اطلاع بھجوائی حضور رضی اللہ عنہ نے فوراً بلوا لیا۔ حضور بہت شفقت سے پیش آئے اور مجوزہ رشتہ سے متعلق میری رضامندی دریافت فرمائی۔ خاکسار نے احتراماً عرض کیا کہ والدین اور حضور رضی اللہ عنہ جو بھی فیصلہ فرمائیں میرے لئے قابل احترام ہوگا۔ یہ عرض کر کے خاکسار وہاں سے رخصت ہو گیا۔ مگر میرے اس جواب سے حضور کی تسلی نہ ہوئی۔ اس پر حضور نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ بھی مجھے بلا کر میری صاف صاف رائے معلوم کریں۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کے طلب فرمانے پر خاکسار نماز مغرب سے کچھ پہلے اُن سے ملنے کے لئے مسجد مبارک کی بالائی کھلی چھت پر پہنچا۔ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ حسب معمول چھت کے ایک حصہ میں ٹہل رہے تھے۔ خاکسار نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا تو انہوں نے حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے حوالے سے رشتہ کی تجویز سے متعلق خاکسار کی صاف صاف رائے طلب فرمائی اور میری واضح رضامندی لینے کے بعد اُس سے حضور رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ رشتہ کے معاملہ میں لڑکی کی رضامندی کے ساتھ ساتھ حضور رضی اللہ عنہ لڑکے کی رضامندی کو بھی کتنی اہمیت دیتے تھے۔

### مہر کی تعیین اور عاجز کے حق میں دعا

حق مہر مقرر کرتے وقت حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گو لڑکا ابھی زیر تعلیم ہے اور اُس کی کوئی ذاتی آمد نہیں۔ مگر مرزا محمد احسن بیگ صاحب کے خاندان میں چونکہ مہر بہت زیادہ مقرر کرنے کا رواج ہے اس لئے ہر دو پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک دو ہزار روپیہ حق مہر مقرر کیا جانا مناسب ہوگا۔ ساتھ ہی حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت پیر اکبر علی صاحب رضی اللہ عنہ (بہنوئی حضرت مرزا محمد احسن بیگ صاحب رضی اللہ عنہ) کی مثال دی کہ اُن کے دوسرے نکاح کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے حضرت پیر صاحب کی مالی استعداد سے بہت بڑھ کر مہر مقرر کرنے کے مطالبہ پر انہوں نے کہا تھا کہ انشاء اللہ وہ یہی مہر ادا کریں گے۔ چونکہ پیر صاحب نے خلوص نیت سے یہ مہر منظور کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اپنے بے کراں

فضلوں سے نوازا اور ان کی مالی استعداد مجوزہ مہر کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو گئی۔ حضور رضؓ نے مزید فرمایا کہ گو دو ہزار روپے مہر موجودہ حالات کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے مگر اللہ تعالیٰ ارشد بیگ کو اپنے فضلوں سے نوازے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے عاجز کو اپنے فضلوں سے بہت نوازا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

## عزیزان و اقارب سے تعلق اور انکی دلجوئی

خاکسار کا رشتہ طے پا جانے کے بعد شادی سے پہلے خسر محترم حضرت مرزا محمد احسن بیگ صاحب قادیان تشریف لائے اور حضور رضؓ سے ملاقات کے لئے قصر خلافت گئے۔ اس ملاقات کے بارہ میں خود حضور رضؓ نے خاکسار کی موجودگی میں محترم والدہ صاحبہ کو بتایا کہ مرزا احسن بیگ صاحب نے دروازے پر آ کر خادمہ سے کہا کہ وہ حضور رضؓ سے عرض کرے کہ احسن آئے ہیں۔ اور حضور رضؓ سے ملنا چاہتے ہیں خادمہ نے وہی پیغام حضور رضؓ کو پہنچا دیا۔ اس پر حضور رضؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ جا کر دریافت کرو کہ آپ کون سے احسن صاحب ہیں۔ خادمہ کے جاتے ہی حضور رضؓ کو معاً خیال آیا کہ اگر بھائی احسن بیگ ہی ہوا تو وہ تو ایک مغل ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو کر واپس چلا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اس خیال کے آتے ہی میں جلدی میں ننگے پاؤں ہی دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ خادمہ احسن بیگ صاحب کے سامنے پیغام کہتے ہوئے الفاظ دہرا رہی تھی اور وہ ناراضگی میں "کون ہے تو کون ہے" کہتے ہوئے تیزی سے واپس جا رہے تھے۔ حضور رضؓ نے فرمایا کہ میں نے ننگے پاؤں ہی دوڑ کر پیچھے سے احسن بیگ صاحب کو گلے لگا لیا اور اُن کو راضی کر کے اپنے ساتھ لے آیا۔

## شادی سے واپسی پر پیش آمدہ ایک پریشان کن واقعہ

یکم اپریل ۱۹۴۴ء کو خاکسار کی برات یہاں سے ریاست کوٹہ (راجپوتانہ) پہنچی۔ اور دولہن کی رخصتی کے بعد وہاں سے واپسی کا سفر شروع ہوا۔ کوٹہ جنکشن پر رات کے وقت ٹرین تبدیل کر کے دہلی جانے والی گاڑی پر سوار ہوئے۔ قلی نے رات کے اندھیرے میں ٹرین کے آخر پر لگے مستورات کے کمپارٹمنٹ میں مستورات کو سوار کرا دیا۔ رات ایک بجے کے قریب بیانہ ریلوے اسٹیشن پر معمول کے مطابق ٹرین کے پچھلے حصہ میں لگے ڈبے دہلی جانے والی ٹرین سے علیحدہ کر کے آگرہ جانے والی ٹرین کے ساتھ لگا دیئے گئے۔ ہمارا چونکہ اس طرف سفر کرنے کا پہلا موقعہ تھا اس لئے ہم صبح مذکورہ کمپارٹمنٹ نہ پا کر پریشانی کے عالم میں دہلی پہنچے۔ وہاں پر اسٹیشن ماسٹر سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ والدہ صاحبہ اور دلہن آگرہ ریلوے اسٹیشن پر موجود ہیں۔ چنانچہ برات تو دہلی سے امرتسر چلی گئی اور خاکسار والدہ صاحبہ اور دلہن کو لانے کے لئے آگرہ چلا گیا۔ کوٹہ کی طرف سفر کے دوران والدہ محترمہ نے تاج محل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ مگر اس وقت اُن کی خواہش کی تکمیل ممکن نہ تھی اس لئے خاکسار نے اُن سے کسی وقت بعد میں تاج محل دکھانے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں آگرہ پہنچا دیا تھا اس لئے میں نے محترمہ والدہ صاحبہ کی خواہش کے مطابق انہیں تاج محل بھی دکھا دیا بعدہٗ خاکسار محترمہ والدہ صاحبہ اور دلہن کو دہلی لایا۔ اور وہاں سے بارات روانہ ہو کر رات کے وقت قادیان پہنچی۔

## اس واقعہ سے متعلق حضور رضؓ کے دو رؤیا

ابھی ہم سفر میں ہی تھے کہ والدہ محترمہ اور دلہن کی گمشدگی و بازیابی سے متعلق اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت حضور رضؓ کو یکے بعد دیگرے دو رؤیا دکھائے جو مجالس علم و عرفان کی ڈائری میں "ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ" کے زیر عنوان روزنامہ الفضل قادیان مجریہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکے ہیں ان رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے حضور رضؓ نے فرمایا:۔

"بعض دفعہ اللہ تعالیٰ ایمان کی مضبوطی کے سامان بہت جلد پیدا کر دیتا ہے۔ گذشتہ دو دن چونکہ بارش ہوتی رہی ہے اس لئے میں بیٹھ نہ سکا۔ پرسوں کے دن مغرب کی نماز کے بعد ہم یہاں بیٹھے تھے اور میں نے دوستوں کو ایک رؤیا سنایا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرزا احسن بیگ صاحب آئے ہیں۔ اسی طرح پیر احسن الدین صاحب ڈپٹی کمشنر کے متعلق دیکھا کہ انہوں نے مجھے بلا بھیجا ہے میں نے اس کی تعبیر یہ کی تھی کہ کوئی احسن بات ظاہر ہونے والی ہے۔ مگر خواب میں جب کسی شخص کے متعلق دیکھا جائے کہ وہ آیا ہے تو اُس سے مراد بعض دفعہ اُس سے تعلق رکھنے والا کوئی واقعہ بھی ہوتا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پچھلے تیئس سال میں مرزا احسن بیگ صاحب کو کبھی خواب میں دیکھا ہو۔ مگر ادھر میں نے یہ رؤیا دیکھا اور اُدھر دوسری صبح یہ اطلاع آئی کہ مرزا احسن بیگ صاحب کی بیٹی قادیان آتی ہوئی گاڑی میں گم ہو گئی ہیں۔ مرزا افضل بیگ صاحب اپنے لڑکے کے رخصتانہ کے لئے وہاں گئے تھے۔ اور وہ اُن (یعنی مرزا احسن بیگ صاحب۔ ناقل) کی لڑکی رخصت کرا کے لا رہے تھے کہ راستہ میں گاڑی کا وہ حصہ جس میں مستورات سوار تھیں ریلوے والوں نے کاٹ کر دوسری گاڑی کے ساتھ لگا دیا۔ اور وہ گاڑی دوسری طرف چلی گئی۔ پس مرزا احسن بیگ صاحب کا رؤیا میں آنا درحقیقت یہی تعبیر رکھتا تھا۔ پھر اُدھر یہ واقعہ ہوا اور اِدھر آج رات ہی مجھے رؤیا میں یہ تمام نظارہ دکھا دیا گیا۔ اب تو مرزا افضل بیگ صاحب آ چکے ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آ رہے ہیں اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ کہاں یہ واقعہ ہوا۔ مگر آج رات جبکہ میں نے اُن کے لئے دعا کی تو مجھے دکھایا گیا کہ اصل واقعہ یہ ہوا ہے کہ ایک اسٹیشن پر ان کی گاڑی کٹ کر کسی اور طرف لگ گئی ہے اور جدھر وہ آ رہے تھے اس کی بجائے مشرق کی طرف چلی گئی ہے۔ چنانچہ آج دوپہر دو بجے کے قریب ان کے محلہ کی ایک عورت ہمارے گھر میں آئی اور اس نے ذکر کیا کہ وہ لوگ رات ۱۲ بجے آ گئے ہیں۔ اور واقعہ یوں ہوا تھا کہ ریلوے والوں نے گاڑی کا وہ حصہ کاٹ کر ایک دوسری گاڑی کے ساتھ لگا دیا جو آگرے کو چلی گئی۔ اس طرح مرزا افضل بیگ صاحب تو دہلی پہنچ گئے اور اُن کی بہو آگرے جا پہنچیں۔ میں نے بھی یہی دیکھا تھا کہ گاڑی کٹ کر مشرق کی طرف چلی گئی ہے۔ اس طرح دونوں خوابیں پوری ہو گئیں گاڑی کا کٹ جانا بھی پورا ہو گیا اور مرزا احسن بیگ صاحب کا آنا بھی پورا ہو گیا۔ کیونکہ ان کی بیٹی آگرہ سے مل گئی اور قادیان پہنچ گئی۔"

## حضور رضؓ کی طرف سے دلہن کو شادی کا تحفہ

شادی کے بعد خاکسار کی اہلیہ پہلی بار حضور رضؓ سے ملنے گئیں تو حضور رضؓ بہت شفقت سے پیش آئے اور فرمایا میرا ارادہ تھا کہ بیٹی کو شادی کے تحفہ کے طور پر سونے کے کنگن دوں لیکن مہر زیادہ ہونے کے باعث اس خواہش کے مطابق کنگن نہیں بنوا سکا۔ اس لئے حضور رضؓ نے تین صد روپے کے تین نوٹ خود ہی کنگن بنوا لینے کے لئے میری اہلیہ کو مرحمت فرمائے جو تبرک کے طور پر میری اہلیہ نے محفوظ رکھے۔ تقسیم ملک کے وقت خاکسار کی اہلیہ اپنی خالہ و والدہ محترم پیر صلاح الدین صاحب مرحوم کے پاس فیروزپور میں مقیم تھیں اور انہوں نے حضور رضؓ کے عنایت کردہ تین صد روپے کے تبرک تینوں نوٹ کوٹھی کے کمرہ کی ایک الماری کے خانے میں کاغذ کے نیچے سنبھال کر رکھ چھوڑے تھے۔ اچانک فسادات کے خطرے کی اطلاع ملنے پر سب کو فوراً فیروزپور سے قصور ہجرت کرنا پڑی۔ اور افراتفری میں وہ تینوں متبرک نوٹ وہیں رہ گئے۔

تقسیم ملک کے چند ماہ بعد محترم پیر صلاح الدین صاحب (جو اس وقت مجسٹریٹ تھے) کی ڈیوٹی حکومت پاکستان کی طرف سے مسلمان عورتوں کی ہندوستان سے بازیابی پر لگی۔ پیر صاحب نے ہندوستان روانہ ہونے سے پہلے گھر میں فیروزپور میں واقع والدین کی کوٹھی میں بھی جانے کے ارادہ کا اظہار کیا تو میری اہلیہ نے بھائی سے التجا کی کہ اُن کے حضور رضؓ کے دیئے ہوئے تحفہ کے تین متبرک نوٹ کوٹھی کے فلاں کمرہ کی فلاں الماری میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مل جائیں تو ضرور لیتے آئیں۔ اس پر وہاں پر موجود تمام افراد خانہ ہنس پڑے۔ کیونکہ تقسیم ملک پر کئی ماہ گذر چکے تھے اور ایک اطلاع کے مطابق اُس کوٹھی میں ایک مہاجر سکھ خاندان عرصہ سے رہائش پذیر تھا۔ بہرحال جب محترم پیر صاحب فیروزپور گئے اور انہوں نے بے یقینی کے ساتھ محض ہمشیرہ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے بتائی ہوئی جگہ پر دیکھا تو وہ تینوں متبرک نوٹ ٹھیک اُسی جگہ رکھے ہوئے پائے جو انہوں نے واپس پاکستان آ کر ہمشیرہ کو دے دیئے۔

## ایک ایمان افروز واقعہ

۱۹۴۹ء کے اوائل میں خاکسار کی اہلیہ پہلی متوقع ولادت کے پیش نظر اپنی خالہ (والدہ محترم پیر صلاح الدین صاحب مرحوم) کے پاس اُن کی کوٹھی واقع اصغر مال روڈ راولپنڈی میں قیام پذیر تھیں۔ اسی دوران حضور رضؓ راولپنڈی تشریف لائے اور اسی کوٹھی میں قیام فرمایا۔

ایک دفعہ حضورؓ حسب دستور تمام افراد خانہ کے ساتھ شریک دستر خوان پر ناشتہ تناول فرما رہے تھے۔ افراد خانہ میں خاکسار کی اہلیہ اور اہلیہ محترم پیر صلاح الدین صاحب مرحوم (جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں) بھی شامل تھیں۔ بے تکلفانہ ماحول میں والدہ محترم پیر صلاح الدین صاحب مرحوم نے حضورؓ سے عرض کیا کہ آپ اتفاق سے ایسے موقعہ پر یہاں تشریف لائے ہیں جبکہ اہلیہ مرزا ارشد بیگ بھی متوقع ولادت کے لئے یہاں آئی ہوئی ہیں۔ ولادت کے بعد حضورؓ کی خدمت میں نومولود کا نام تجویز کرنے کی درخواست کرنے کی بجائے مناسب ہوگا کہ اب ہی حضورؓ ہونے والے بچے کا نام تجویز فرما دیں۔ اس پر حضورؓ نے مسکراتے ہوئے "ارشد" نام کی مناسبت سے "احمد" نام تجویز فرمایا والدہ محترم پیر صاحب نے عرض کیا کہ یہ بہت اچھا پیارا نام ہے مگر چونکہ یہ بہت ہی عام ہو چکا ہے اس لئے حضور کوئی اور نام تجویز فرمائیں۔ اس پر حضور نے "اسعد" نام تجویز فرمایا مگر یہ بھی ان کو پسند نہیں آیا۔ اور انہوں نے پھر کوئی اور نام تجویز فرمانے کی استدعا کی۔ چنانچہ حضورؓ نے تیسرا نام "امجد" تجویز فرمایا۔ اس پر والدہ محترم پیر صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو ہم ان تینوں ناموں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں گے۔ لیکن اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کے لئے بھی حضورؓ کوئی نام تجویز فرما دیں۔ مگر حضورؓ نے لڑکی کے نام کی تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ چند روز بعد اس کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوا جس کا نام ہم نے امجد رکھ لیا۔ اور چونکہ حضورؓ نے تین نام ہی تجویز فرمائے تھے اس لئے تصرف الٰہی کے ماتحت خاکسار کے ہاں کل تین ہی لڑکے ہی پیدا ہوئے۔ سبحان اللہ احسن الخالقین۔

## قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی محبت و شفقت

خسر محترم حضرت مرزا محمد احسن بیگ صاحبؓ کی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ قرابت داری کا پاس رکھتے ہوئے قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بھی خاکسار کی اہلیہ کی ہمیشہ دلجوئی فرماتے تھے۔ جس کا ایک دستاویزی ثبوت محترم حضرت میاں صاحبؓ کا اپنے دست مبارک سے خاکسار کی اہلیہ کے نام رقم فرمودہ ایک مکتوب ہے جو آج بھی میرے پاس محفوظ ہے جو خاکسار کے خسر محترم کے انتقال پُر ملال پر آپ نے ارسال فرمایا۔ اس مکتوب کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

عزیزہ سلیمہ بیگم سلمہا!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے والد صاحب کی وفات کا بے حد صدمہ ہوا۔ وہ ہمارے پھوپھی زاد بھائی تھے اور بہت شریف اور خوش مزاج تھے۔ اپنے قدیم وطن اور بہت سے عزیزوں کے لئے ان کی وفات جس کی اطلاع بھی اچانک ملی بڑے صدمہ کی بات ہے۔ میں نے عزیز اظہر بیگ (خاکسار کے برادر نسبتی جو بسلسلہ کاروبار اس وقت بھی جھالا واڑ (راجستھان) انڈیا میں رہائش پذیر ہیں۔ ناقل) کو خط لکھا ہے۔ آپ کو بھی یہ ہمدردی کا خط لکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے زخمی دل پر اپنی رحمت کا پھاہا رکھے اور دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ آپ کے والد صاحب مرحوم ۱۹۰۶ء میں میری شادی میں شامل ہو کر پشاور گئے تھے۔

آپ کو اپنے والد کی نیک صفات کا وارث بننا چاہیئے۔ بلکہ ان سے ایمان میں ترقی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں آپ جب اپنی والدہ صاحبہ کو خط لکھیں تو میری طرف سے بھی افسوس اور ہمدردی کا اظہار کر دیں۔ عزیز مرزا ارشد بیگ سلمہٗ کو سلام پہنچا دیں۔ فقط

والسلام
مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۲/۵/۵۶

اہلیہ کے ساتھ ساتھ خاکسار بھی ہمیشہ محترم حضرت میاں صاحبؓ کی شفقت و عنایت کا مورد رہا۔ چنانچہ مخلصانہ طور پر خاکسار کی امکانی ترقی کے پیش نظر محترم حضرت میاں صاحبؓ نے خاکسار کو بیش قیمت نصائح پر مشتمل یہ مکتوب تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
عزیزم مکرم مرزا ارشد بیگ سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط موصول ہوا۔ اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ترقی کا دروازہ کھل رہا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو دین و دنیا میں ترقی دے اور دونوں جہانوں میں حسنات سے نوازے جب ترقی ہو تو مجھے اطلاع دیں۔ گو آج کل کی حکمانہ فضا کچھ اچھی نہیں ہوتی اور بعض مستحق لوگ بھی ترقی سے رہ جاتے ہیں)۔ لیکن عموماً ترقی کے لئے چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ انسان اپنے فن میں مطالعہ اور تجربہ کے ذریعہ پوری پوری مہارت حاصل کرے۔ دوم یہ کہ محنت اور جانفشانی سے کام کرے۔ سوم یہ کہ افسروں اور رفقاء کار اور ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ افسروں کی فرمانبرداری کرے، ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک رکھے اور ساتھیوں کے ساتھ اچھے دوستانہ تعلقات قائم کرے۔ مجھے امید ہے آپ ان ساری باتوں کا خیال رکھتے ہوں گے۔

عزیزہ سلامت بیگم سلمہا (اہلیہ ام محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ ننھیالی خاندان میں پیار سے سلامت بیگم ہی کہا جاتا تھا۔ ناقل) کو سلام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے اور حافظ و ناصر ہو۔ بچوں کو پیار۔

فقط۔ والسلام
مرزا بشیر احمد۔ ربوہ
۱۶/۵/۵۶

آخر میں پیارے آقا کی خدمت میں ملتجی ہوں کہ عاجز ذیابیطس اور مختلف دوسرے عوارض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بیمار ہے۔ حضور کی خدمت میں اپنی کامل صحت و شفایابی اور دیگر پیش پریشانیوں کے ازالہ کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام:۔ مرزا ارشد بیگ
406-A گلشن راوی۔ لاہور پاکستان
پوسٹ کوڈ نمبر 54500

# قراردادِ تعزیت

## بروفات محترمہ فیضیہ مہدی صاحبہ اہلیہ محترم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا

### (۱):۔ منجانب جماعت احمدیہ کینیڈا

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے ہنگامی اجلاس منعقدہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں درج ذیل قرار داد پاس کی:۔

اراکین جماعت احمدیہ کینیڈا اپنے محبوب اور محسن امیر و مشنری انچارج محترم مولانا نسیم مہدی صاحب کی اہلیہ محترمہ فیضیہ مہدی صاحبہ کی وفات پر گہرا دلی غم محسوس کر رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "کلام الامام امام الکلام" کے مطابق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تعزیتی خط بنام محترم امیر صاحب کینیڈا اور حضور انور کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں مرحومہ مغفورہ کی صفات حسنہ کے ذکر خیر میں اپنے دلوں کی ترجمانی پاتے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں اپنا مقام قرب عطا فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب لواحقین بالخصوص محترم امیر صاحب، عزیزان احمد مہدی، سعدیہ مہدی اور فرید مہدی اور محترم چوہدری عبد العزیز صاحب بھائی بڑے بھائی و اہلیہ صاحبہ (والدین مرحومہ مغفورہ) اور مرحومہ کے بھائی بہنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے بچوں کی خود حفاظت فرمائے اور ہمیشہ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

اس موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی اس انتقال پُر ملال پر دلی تعزیت پیش کرتے ہیں اور حضور انور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ہم ہیں اراکین جماعت احمدیہ کینیڈا

### (۲):۔ منجانب رضاکاران احمدیہ مسلم مشن ٹورانٹو (بیت الاسلام)

ہم رضاکاران احمدیہ مسلم مشن ہاؤس بیت الاسلام ٹورانٹو اپنے بہت پیارے امیر و مشنری انچارج مولانا نسیم مہدی صاحب کی اہلیہ محترمہ فیضیہ مہدی صاحبہ کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (باقی صفحہ ۱۳ پر)

# کوچہ ہائے قادیان

## جلسہ سالانہ ۹۲ء کی کچھ شیریں اور تلخ یادیں

از ۔ مکرم خواجہ عبد الغفار ڈار صاحب سابق طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان (راولپنڈی)

احمدیت کی تاریخ بتاتی ہے کہ پہلا جلسہ سالانہ قادیان ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا جب کہ صرف ۷۵ احباب کرام نے اس میں شمولیت کی تھی۔ خاکسار کی پیدائش مارچ ۱۹۱۶ء کی ہے۔ ۱۴-۱۵ سال کی عمر میں قادیان گیا۔ ۱۹۳۸ء تک وہاں زیر تعلیم رہا۔ اپنے گاؤں آسنور کشمیر کی گلی کوچوں سے زیادہ مجھے قادیان کے گلی کوچے یاد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں جب بھی قادیان جاتا ہوں ایک وارفتگی کی حالت ہوتی ہے۔ قادیان سے نسبت میرا وہ سرمایہ ہے جس میں دوسروں کو حصہ دار نہیں بنانا چاہتا ۔

اے قادیان دارالامان اونچا رہے تیرا نشان

ان کوچہ ہائے قادیان کی ایک تاریخ اپنی ہے کہ یہی کوچے اور گلیاں ایک زمانے میں خود حضرت امام الزمان پر تنگ کر دی گئیں تھیں۔ یہ چند خاندان کے لوگ تھے جو ایک جیسی کہلاتے تھے دوسرے لوگ جو پہلے تو بہت معتقد و مداح تھے اور پا پیادہ سفر طے کر کے آپ کی زیارت کو جاتے تھے انہوں نے بڑے غرور و تکبر سے دعویٰ کیا کہ اب آپ کی آواز آپ کے شہر کی گلی کوچوں سے باہر جانے نہیں دی جائے گی۔ پھر کیا ہوا دنیا نے ایک تاریخ بنتے دیکھی جس کے بھی اپنے دس سالہ قیام قادیان کے دوران بڑے بڑے انقلاب دیکھے۔ پھر ایک ملکی انقلاب آیا اور قادیان کو جیسے فلک کی نظر لگ گئی۔ ایک سازش کے تحت ضلع گورداسپور کا الحاق پاکستان کے ساتھ ممکن نہ ہوا۔ پھر کیا ہوا یہ گلی کوچے اور ہماری اپنی یہ بستی شکستہ ہو گئی۔ اس میں ہمارے ۳۱۳ درویش بھائی محدود ہی نہیں بلکہ مقید ہو کر رہ گئے یہ ایک اور تاریخ مرتب ہوئی۔ معجزات کی تاریخ قربانیوں اور درویشی کی تاریخ دعاؤں اور عبادات کی تاریخ ایک ایسی منفرد اور بے مثال تاریخ جو ہمیشہ یاد رکھنے والی تاریخ ہے۔ ہندو پاکستان کے سیاسی حالات کے اس تناظر میں شاذ

کے باوجود جلسہ سالانہ ہوتا رہا کبھی پاکستانی وفود نے گئے کبھی نہ جا سکے اور اب جو پھر یہاں سے آنا جانا ہوا ہے تو وہ محدود اور مشروط ہوتا ہے ۔

خوش قسمتی اور بدقسمتی انسانوں کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ سب سے بڑی محرومی تو ہمیں قادیان کی رہی اور قادیان کو بڑی محرومی یہ رہی کہ قادیان فی الحال ایک طرح سے تخت گاہِ خلافت نہ رہا مگر سے

زمانہ رنگ بدلتا ہے روز روز نئے

۱۹۹۱ء میں جو جلسہ سالانہ قادیان میں ہوا یہ پورے سو سال کے بعد کا جلسہ تھا تائید خداوندی سے گویا یہ پھر وہی معجزانہ جلسہ سالانہ تھا جس میں بفضلہ تعالیٰ خلیفۂ وقت حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب طال عمرہٗ و مجدہٗ جو جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ ہیں نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور یہ جلسہ سالانہ ایک صدی گذرنے پر ایک عظیم الشان انقلابی جلسہ سالانہ تھا۔ جن خوش قسمت لوگوں کو اس جلسہ میں شرکت کا موقع ملا وہ اب تک اس کی عظمت و شوکت کو یاد کرتے ہیں۔

اب راقم الحروف اس وقت جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء کی روئیداد بھی خدا داد کا بیو تذکرہ اور چشم دیدہ حال بیان کرنا چاہتا ہے۔ عجب کہ اسی سال بظاہر خلیفۂ وقت خود موجود نہ تھے مگر ہم اس سال کے زائرین قادیان نے تو قادیان پہنچ کر یہ دقت یہ محسوس کیا کہ کون کہتا ہے کہ حضور یہاں تشریف فرما نہیں؟ ہم نے ہر وقت قادیان کے گلی کوچوں میں انہی کی تصاویر دیکھیں انہی کے جلوے نظر آئے اور انہی کی آواز کی گونج سنائی دیتی رہی۔ پھر وہ روز کہ جلسہ سالانہ کا بھرپور پروگرام تھا وہ حضور ہی کے خطاب سے معمور پروگرام تھا۔ حضور گویا خود آسمان اور عرش کی بلندیوں سے ہمیں مخاطب فرما رہے تھے۔ جبکہ حضور ڈش انٹینا کے معجزانہ ذریعے براہِ راست ہمیں

روحانی زندگی عطا فرما رہے تھے جلسہ گاہ کے اندر سمٹے ہوئے ہزاروں احمدی احباب اور معزز مہمان برادران وطن کیا ہندو اور کیا سکھ اسی طرح ہمارے غیر احمدی احباب سبھی ہمہ تن گوش اس پیاری آواز کو سن رہے تھے یہ خطاب بظاہر قادیان کے واسیوں کو تھا اور جلسہ سالانہ ۹۲ء کے سامعین کے لئے مخصوص تھا مگر رحمت رب العالمین کے رنگ میں رنگین یہ آسمانی آواز اور یہ خطاب براہ راست مشرق و مغرب شمال و جنوب ساری دنیا کے ہر ہر ملک ہر شہر اور ہر قریہ بلکہ دنیا بھر کے ریگستانوں بیابانوں اور برفستانوں میں پہنچ رہا تھی۔ مخلوق خدا سے معمور پہاڑ اور میدان اس آواز سے گونج رہے تھے گویا یہ ایک مشورائے رفیق تھی۔ ایک آسمانی مائدہ اور ایک عظیم تحفۂ خداوندی جو ملائکے عام ہو کر ساری دنیا میں تقسیم ہو رہا تھا۔ ہوا کے دوش پر موتی لہروں کے ذریعہ سے باہمی نفرتوں کو اخوت و محبت میں بدلا جا رہا تھا۔ مذہب کی حقیقت آشکارا ہو رہی تھی ساری دنیا کے بدامنیوں کو مٹا کر اہلِ دنیا کو تباہی سے اور بربادی سے بچانے کے جتن ہو رہے تھے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمارے پیارے آقا خلیفۂ رابع کی سچی اور دلی ہمدردی کا یہ اظہار اپنی مثال آپ تھا یوں لگ رہا تھا کہ گویا یہ ایک طلسماتی لمحہ ہے۔ اور ایک انہونی اور انوکھی بات ہے نفرتیں مٹ رہی ہیں اور فاصلے

سمٹ رہتے ہیں۔ یہ سحر انگیز آواز بقول کسے واقعی وقت کی قید سے آزاد ہیں صبح کا وقت تھا کہیں غروب آفتاب کا عالم یہ واقعی سلسلۂ خلافت کی صداقت کا ایک کرشمہ تھا جو ہم نے دیکھا چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اس جلسہ سالانہ میں ... یہ احساس ... دے رہے تھے کہ یہ آغاز ایک اور نئی صدی کا ہے جو بفضلہ تعالیٰ دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور جلد ہو۔ گذرے دنوں کی قادیان کی حسین یادیں اور اپنی بعض محرومیوں کے باوجود اپنا لگ رہا ہے دے رہا تھا کہ کوچہ ہائے قادیان بفضلہ تعالیٰ آئندہ اور بھی زیادہ و آباد ہو کر دیکھے جائیں گے ۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

دوران قیام قادیان ہمہ وقت فرشتوں کا نزول نظر آ رہا تھا۔ قادیان کے احباب کا جذبۂ مہمان نوازی۔ کارکنوں کی خدمت خلق زائرین کا باہم ایک دوسرے سے ملنا بھرپور پروگرام میں دن رات مستعدی اور شوق و ذوق کے ساتھ شمولیت باجماعت نمازوں کا اہتمام شعائر اللہ کی زیارت اور وہاں دعاؤں میں رقت و زاری کے یہ تمام نظارے یوں لگتا تھا کہ فرشتوں کی تائید و نصرت کے بغیر یہ حالات کسی اور بستی میں رونما نہیں ہو سکتے اس دفعہ بھارت میں اور خاص طور پر کشمیر میں بہت بڑا سیلاب آنے کی وجہ سے سفر کی اور راستوں کی غیر معمولی مشکلات کے باوجود دو ہزار کے قریب احباب نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ کشمیر سے گذشتہ سال حضور اور قادیان کی زیارت کے لئے چار ہزار احباب تشریف لائے تھے۔ مگر اس سال کے جلسہ میں وادی کے دیگر مخدوش حالات کی وجہ سے صرف ایک ہزار سے کچھ زیادہ دوستوں نے یہ سعادت حاصل کی ہے۔ کشمیر سے آنے والے بعض احباب نے جن مشکلات اور رکاوٹوں کا ذکر کیا میں سن کر حیران ہوتا تھا۔ قادیان میں احمدی احباب کی بڑھتی ہوئی آبادی سلسلہ کی عمارات بالخصوص مسجد اقصیٰ قادیان کی وسعت اور دیگر تمام انتظامات نے بہت متاثر کیا۔ الحمد للہ

خاکسار کا ۱۴ دسمبر ۹۲ء کو ایک آپریشن ہوا تھا۔ ۱۷ دسمبر کو گھر آیا تو اسی دن قادیان جانے کا ویزا پہنچ گیا الحمد للہ اس غیر معمولی سفر سے ۸ جنوری ۹۳ء کو واپس بخیریت راولپنڈی پہنچ گیا ۔

## بقیہ صفحہ ۱۲

پیارے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت ہی عجز سے دعا ہے کہ غفور الرحیم ہستی مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں شامل فرمائے اور پسماندگان ہمیشہ حامی و ناصر رہے۔ آمین ۔ اس موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی اس افسوسناک وفات پر دلی تعزیت پیش کرتے ہیں اور حضور انور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔

(زعیم اعلیٰ رضاکاران احمدیہ مسلم مشن ہاؤس بیت الاسلام ٹورانٹو)

# اعلان نکاح اور تقریب شادی و رخصتانہ

✿ حیدر آباد مورخہ ۹ جولائی ۱۹۹۳ء کو مکرم محمد لطف اللہ صاحب کی دختر عزیزہ عظمت فرزانہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی عزیزہ کے نکاح کا اعلان یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مسجد اقصیٰ قادیان میں عزیز سید اظہر علی صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سید منور علی صاحب آف قادیان سے کیا تھا۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے موقعہ کی مناسبت سے حقوق زوجین پر روشنی ڈالی۔ نیز خاکسار نے بیاہ شادی اور دوسرے مواقع پر موجودہ زمانہ کی بد رسومات کی نشان دہی کرتے ہوئے امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ رونما ہونے والے روحانی انقلاب پر روشنی ڈالی بعدہ دعا کے ساتھ تقریب اختتام کو پہنچی اس موقعہ پر بہت سے بجز از جماعت شریک عزیز و اقارب نے اس اسلامی رنگ میں رنگین سادہ سی تقریب رخصتانہ سے بہت اچھا اثر قبول کیا۔ اس خوشی کے موقعہ پر مکرم لطف اللہ صاحب نے ۲۷۵/- روپے مختلف مدات میں ادا کئے ہیں اس رشتہ کے ہر جہت سے دونوں خاندانوں کے لئے باعث برکت و مسرت ہونے کے لئے درخواست دعا۔

(سلطان احمد ظفر مبلغ انچارج حیدر آباد)

✿ خاکسار کی بیٹی عزیزہ آنسہ راشدہ سلمہا کا نکاح عزیز عثمان خان ابن سبحان خان کرڈاپالی اڑلیسہ کے ہمراہ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان میں جمعۃ الوداع کے روز پڑھا رخصتی کی تقریب ۱۶/۷/۹۳ کو بمقام پنکال اڑلیسہ منعقد ہوئی۔ اگلے روز عزیز عثمان خان کی طرف سے دعوت ولیمہ دیا گیا۔ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر جہت سے باعث برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(محمد عبد الحق انسپکٹر وقف جدید)

✿ خاکسار کے بیٹے نعیم احمد کی شادی عزیزہ ثمینہ کوثر کے ساتھ ۱۰ جولائی ۱۹۹۳ء کو ہوئی۔ اس خوشی کے موقعہ پر کچھ رقم اعانت ارسال کرتے ہوئے اس رشتہ کے جانبین کے لئے ہر لحاظ باعث برکت و سکون ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

وزیر بیگم بریڈ فورڈ (انگلینڈ)

✿ خاکسار کے بیٹے عزیزم غلام فہیم الدین کی شادی عزیزہ فہمیدہ تبسم سلمہا بنت مکرم اکبر علی صاحب کے ساتھ ۱۲/۱۰/۹۳ کو عمل میں آئی خطبہ نکاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے پڑھا رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(غلام رؤف الدین حیدر آباد)

# ولادتیں

✿ ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لڑکے سلطان احمد ملک آف MAINZ جرمنی کو ۳ بچیوں کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "طلحہ عدنان" رکھا ہے۔ احباب کرام سے بچے کی درازی عمر۔ نیک قسمت اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار ملک محمد احمد

از MAINZ جرمنی

✿ مکرم رفیق احمد صاحب جاوید حیدر آباد کے ہاں ۱۶/۱۰/۹۳ کو پہلا بیٹا تولد ہوا ہے۔ بچے کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "شیراز احمد" تجویز فرمایا ہے۔ بچے کی نیک خادم سلسلہ بننے اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ذوالفقار احمد قادیان)

✿ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو خاکسار کی دوسری بیٹی شمیلہ خان زوجہ ڈاکٹر نعیم احمد نعمانی کو اللہ تعالیٰ نے پہلی لڑکی عطا کی ہے جس کا نام "مہوش" تجویز کیا گیا ہے۔

درخواست دعا ہے کہ نومولودہ کو اللہ تعالیٰ صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا کرے اور خادمہ دین بنائے۔ اعانت بدر ۲ ڈالر

(کلیم اللہ خان)

✿ مکرم عبد الکریم صاحب معلم تحریک جدید کے ہاں دوسرا بیٹا تولد ہوا ہے جس کا نام فتح محمد تجویز ہوا ہے احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت و تندرستی و بچہ کے نیک صالح اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۲۵/- پچیس روپے۔

(عبد المومن راشد مبلغ سلسلہ)

# درخواستہائے دعا

● ۔ عزیزم محسن احمد صاحب آف جرمنی کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور عزیز و اقارب کی اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے

اعانت بدر ۵۰/- روپے۔ (عطاء الٰہی خان آف جرمنی)

● ۔ مورخہ ۲۲/۱۱/۹۳ کو جماعت احمدیہ چاوکاٹ میں ڈبش انٹینا لگایا گیا۔ الحمد للہ اسی طرح جماعت احمدیہ کوڈیا تھور کی بھی خواہش ہے احباب دعا کریں کہ ان کی یہ خواہش جلد پوری ہو تاکہ حضور کے خطبات براہ راست سن سکیں۔ (ایم شفیق احمد کوڈیاتھور)

● ۔ خاکسارہ کافی عرصہ سے GASTIC کے مرض میں مبتلا ہے۔ کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عارفہ جمیل صدر لجنہ اماء اللہ موتی ہاری)

● ۔ مکرم غلام احمد صاحب بھدر نیشور سے اہل و عیال کی صحت و سلامتی کاروبار میں ترقی اور قرض سے نجات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

● ۔ مکرم قمر عالم صاحب سونگھڑہ کاپنگو سے اپنے چھوٹے بیٹے کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

● ۔ محرم نعیمہ احمد صاحب سورو ایک عرصہ سے فالج ہیں موصوف کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(منیجر بدر)

# درویشان قادیان کے حالات

خاکسار "درویشان قادیان" کے حالات زندگی مرتب کر رہا ہے قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اگر کسی دوست کو درویشان کرام کے ایمان افروز واقعات کا علم یا کوئی سواد ہو خاکسار کو بھجوا دیں نوازش ہوگی۔

(برہان احمد ظفر الحق بلڈنگ ۱۷ وائی ایم سی اے روڈ بمبئی ۸۰)

# نمایاں کامیابی

"عزیزم مکرم عبد اللطیف شاد صاحب ابن مکرم عبد الخالق صاحب شاد گلشن پارک مغل پورہ لاہور پاکستان نے گورنمنٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور کینٹ میں ہونے والے سی کام کے امتحان سال ۱۹۹۲-۹۳ء میں کالج بھر میں اول پوزیشن حاصل کی ہے اور وظیفہ کے مستحق قرار پائے ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیز کو مزید کامیابیوں سے نوازے"

(عبد المالک نمائندہ الفضل لاہور)

# خُلاصہ خُطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

حضور نے فرمایا قرآن کریم نے مذکورہ ہر دو آیات کو ایک خاص ترتیب سے رکھ کر اس بات کی نفی کر دی ہے۔ فرمایا ہم جس ذکر اللہ کی بات کر رہے ہیں کہ وہ دلوں کا اطمینان عطا کرتا ہے وہی ذکر اعمالِ صالحہ میں ڈھلتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ ذکر سچا ہو اور اعمال نیک نہ ہوں یا اعمالِ صالحہ سے انسان مستغنی ہو جائے۔ پھر تکرار کے ساتھ فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اور اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ عملاً ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اور ذکرِ الٰہی سے ایک مزید بات یہ بیان فرما دی کہ قرآنِ مجید میں اعمالِ صالحہ کا ایمان کے بعد ہر جگہ ذکر ملتا ہے لیکن ذکر کے بعد جب اعمالِ صالحہ کا ذکر ملا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی سے اعمالِ صالحہ میں ایک نیا حُسن پیدا ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذکر اللہ کو انسانی زندگی میں تمام اعمالِ صالحہ پر ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اور اسی مضمون کو قرآنِ کریم ایک دوسری جگہ بیان فرماتا ہے کہ "وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ" اللہ کا ذکر اکبر ہے۔ اس میں یہ بتایا کہ خالی عبادت کا ظاہر کوئی حقیقت نہیں رکھتا بلکہ اللہ کا ذکر جب تک شامل نہ ہو عبادت میں کامل شان پیدا نہیں ہوتی۔ وہ نماز جس میں ذکر اللہ غالب آجائے وہ سب سے افضل ہے۔

ذکر کے تعلق سے حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشہور صوفی عالم واسطی کے حوالے سے فرمایا کہ اُن سے جب پوچھا گیا کہ ذکر کیا ہے تو انہوں نے فرمایا انسان غفلت کے میدان میں پڑا رہتا ہے وہاں سے نکل کر اگر وہ مشاہدہ کی فضا میں داخل ہو جائے۔ اس شرط پر کہ دل پر اللہ کا خوف اور اس کی محبت غالب ہو۔ اس حالت میں جب وہ غفلت کے میدان سے نکل کر مشاہدہ کی فضا میں داخل ہوتا ہے تو اس کا نام ذکر ہے۔

حضور نے فرمایا، اس بزرگ صوفی کی یہ بات جو درحقیقت تصوف کا نچوڑ ہے نہایت قابلِ غور ہے۔ مُراد یہ ہے کہ میدان تو دونوں ہی زندگی کے ہیں۔ زندگی کے میدان میں آپ غفلت کی حالت میں بھی وقت گزار سکتے ہیں اور پھر جب خدا کی طرف سے شعور حاصل ہوتا ہے آپ مشاہدہ کے میدان میں داخل ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا، کھانا تو آپ روز کھاتے ہیں، ذکر کے بعد بھی کھائیں گے مگر ایک غفلت کی حالت میں کھانا تھا اور ایک شعور کی حالت میں۔ جب شعور کی حالت میں کھاتے ہیں تو اُس وقت اللہ یاد آتا ہے۔ اور پھر کھانے کا حقیقی لُطف آتا ہے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے عالمگیر جماعتِ احمدیہ کے بعض اجتماعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کی جماعتہ ۲۱ نومبر کو یومِ تبلیغ منا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ہندوستان میں بیداری کی لہر تو پیدا ہو رہی ہے لیکن ابھی ہم نے بہت سی منزلیں طے کرنی ہیں۔ ہندوستان میں قبولیت کی لہر بھی چل رہی ہے، مخالفت کی لہر بھی چل رہی ہے۔ لیکن دُعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی ہر کوشش کو اُن کی توقع سے بڑھ کر مثمر ثمرات عطا کرے۔

ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دُنیا کے تمام ممالک کے لاکھوں سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کی حکومت کے کارندے اس لحاظ سے انصاف پسند ہیں کہ وہ شرارت میں اکثریت کا بھی ساتھ نہیں دیتے۔ بابری مسجد کی شہادت کے ضمن میں بے شک انہوں نے بظاہر اپنی مجبوری کا اظہار کیا ہے، بہانے کئے ہیں لیکن ہر طرح سے اس واقعہ کی مذمت کی ہے۔ وہاں کے ہندو شرفاء نے، شاعروں نے، دانشوروں نے، سب نے بیک زبان اِس واقعہ کی مذمت کی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں جھُوٹے مُنہ سے کی ہے لیکن کی تو ہے۔ جھُوٹ اور سچ کو تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر پاکستان میں مسجدیں جلائی گئیں۔ لیکن حکومت کے کارندوں کو مذمت کرنے کی بھی توفیق نہیں ملی۔ پس یہ توفیق اللہ تعالیٰ پاکستان کو بھی عطا فرمائے۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہندوستان کے احمدیوں کو صحیح معنوں میں حکمتِ عملی کے ساتھ، سمجھداری کے ساتھ اور دُعاؤں سے کام لیتے ہوئے یومِ تبلیغ منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

---

حضرت امیر المومنین کے خُطباتِ جُمعہ کا سُننا اور سُنانا ہر احمدی کا جماعتی فرض ہے۔

---

**ارشادِ نبوی**

طَلَبُ الْحَلَالِ جِھَادٌ

(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)

— (منجانب) —

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

---

# جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۳ء کی حسین یادیں

مبارک ہو میرے آقا یہ جلسۂ سالانہ
کیا شان تھی جلسے کی اِک جشن تھا شاہانہ

ٹلفرڈ کی وادی میں تھا مجمع نرالا سا — عُشاقِ محمدؐ کا خُدامِ مسیحا کا
اِستادہ تھے جھنڈے سب کیا شان سے ملکوں کے — پہنچایا غلاموں نے جہاں نام مسیحا کا
بھرپور غلاموں سے تھا جلسۂ سالانہ
کیا شان تھی جلسے کی اِک جشن تھا شاہانہ

کوچیں تھیں بسیں تھیں کاروں کی قطاریں بھی — رونق تھی جو بن پر ہر سمت بہاریں بھی
خُدام نے محنت سے وادی کو سجایا تھا — اُڑتی وہاں پھرتی تھیں گُوبجوں کی ڈاریں بھی
کیا شان نرالی تھی وہ جشن تھا شاہانہ
مُبارک ہو میرے آقا یہ جلسۂ سالانہ

ہر سمت سے پروانے اُڑ کر تھے وہاں آئے — اِک شمعِ فروزاں پر جلنے کو وہاں آئے
جس ہاتھ پہ جمع ہیں خلیفۂ رابع کے — اُس ہاتھ میں دینے کو نئے ہاتھ وہاں آئے
رکھیں گے مقدم ہم اب دین کو دُنیا پر — یہ عہد کیا سب نے جو لوگ وہاں آئے
سب دُنیا کی بیعت کا نظارہ تھا شاہانہ
مُبارک ہو میرے آقا یہ جلسۂ سالانہ

شبیہہ خلیفہ کی ٹی۔وی میں نظر آئی — لگتا تھا حقیقت میں فلک سے وہ اتر آئی
سب دُنیا میں ایسے ہی اس لمحہ نظر آئی — وہ نور بھری صُورت میرے دِل میں اُتر آئی
آنکھیں جو ہوئیں پُرنم دل ہو گیا دیوانہ
کیا شان تھی جلسے کی اِک جشن تھا شاہانہ

مہدیؑ کی صداقت اب چھا جائے دُنیا پر — چشمِ بصیرت دے تا کُھل جائے راز اُن پر
جانباز عطا کر جو اخلاص میں ہوں بڑھ کر — سب تیری دُعائیں ہوں اے ناصرہ بار آور
درگاہ میں اللہ کی۔ ہے عرضِ غریبانہ
ہم سب کو مُبارک ہو یہ جلسۂ سالانہ

آمین

(ناصرہ ندیم لنڈن)

---

# منظوری قائدین علاقائی

جملہ مجالس خُدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے لئے صُوبائی قائدین درجِ ذیل ہوں گے۔ متعلقہ صُوبہ کی مجالس کے قائدین اپنے اپنے قائدِ علاقائی سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

۱۔ مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب سرینگر .......... قائدِ علاقائی کشمیر
۲۔ " عبد الرؤف صاحب کیرا .......... " " بنگال و آسام
۳۔ " لیاقت علی خان صاحب کیرنگ .......... " " اُڑیسہ
۴۔ " پی۔ پی۔ حسن کویا صاحب کالیکٹ .......... " " کیرالہ
۵۔ " شیراز احمد صاحب مدراس .......... " " تامل ناڈو
۶۔ " محمد عظیم الدین صاحب حیدر آباد .......... " " آندھرا

صدر مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت

# تحریکِ جدید کا سالِ نو اور ہماری ذمہ داریاں

احبابِ جماعت کے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ یکم نومبر ۹۳ء سے ہم سب ایک عظیم الشان الٰہی تحریک (تحریکِ جدید) کے ساٹھویں سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے یہ سالِ نو مبارک کرے آمین۔ حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد ہے کہ تحریکِ جدید عالمگیر فتحِ اسلام کیلئے جہادِ کبیر اور صدقہ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

پس تحریکِ جدید کا یہ نیا سال جہاں ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے وہاں ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ آیئے! اس نئے سال کو عزم و استقلال۔ جوش و جذبہ۔ مثالی قربانیوں اور دعاؤں کے ساتھ شروع کریں تاکہ تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کی وہ مہم جو تحریکِ جدید کے اغراض و مقاصد میں سے ہے اس کو ہم صحیح معنوں میں پورا کرنے والے ہوں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے تم پر واضح کر دیا تھا کہ تبلیغِ اسلام ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس وقت سارے اہم ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ اور ان میں ہماری تبلیغ ہو رہی ہے۔ اب اگر تحریکِ جدید کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے ہمیں کسی مشن کو بند کرنا پڑا تو تمہاری ناک کٹ جائے گی۔"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

# موصی حضرات متوجہ ہوں

(۱)۔ ہر موصی کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ وصیت کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ وصیت کے لئے دینداری، تقویٰ، پاکیزگی اور قربانی کی جو شرائط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائی ہیں ان کی پابندی ہر موصی کے لئے لازمی ہے۔

(۲)۔ موصی صاحبان نے جس اعلیٰ مالی قربانی کا اقرار کیا ہے یعنی یہ کہ وہ اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ اشاعتِ دین کے لئے ادا کریں گے۔ اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ ماہ بماہ ادائیگی ہونی ضروری ہے۔ ورنہ بقایا بڑھ جانے پر ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور اگر مسلسل چھ ماہ تک کوئی ادائیگی نہ ہو تو وصیت منسوخ کی جا سکتی ہے۔

(۳)۔ ہر موصی کے لئے لازمی ہے کہ ہر سال کے آخر پر فارم اصل آمد جو دفتر کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں پُر کر کے جلد دفتر کو بھجوا دیں۔

اگر موصی کو کسی وجہ سے فارم اصل آمد سال کے آخر میں نہ بھی ملے تو ہر موصی سال کی اصل آمد کے مطابق دفتر ھذا کو بجٹ بھجوا دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

**خدمتِ خلق کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں!**


روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

لُتھرا جیولرز

M/S. PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL

GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516

طالبانِ دعا:۔

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۶ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

خوشخبری

مردوں کیلئے لاجواب علاج

زود جامِ عشق

پیٹ درد، گیس اور قبض کیلئے

شکتی لال گولی

چھابڑہ فارمیسی ہرچووال روڈ قادیان

NEVER BEFORE

THIS COMFORT

THIS DURABILITY

AND SOLIGHT

GUARANTEED PRODUCT

NIR

Sonky

HAWAI

A Treat for Your feet

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.

34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15.

POULTECH CONSULTANT & DISTRIBUTORS

DEALERS IN:— DAY OLD BROILER CHICKS, POULTRY FEED, MEDICINES & ALL TYPES OF POULTRY EQUIPMENTS

OFFICE/RESIDENCE:- 58 - ISHRAT MANZIL, NEAR POLICE STATION WAZIRGANJ, LUCKNOW - 226018.

PHONE:- 245860.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹرز:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

PHONE:- 04524 - 649.

QURESHI ASSOCIATES

MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS

HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.

MAILING ADDRESS: 4378/4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)

PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.

FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

بانکے جیولرز

کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:-

43 - 4028 - 5137 - 5206